معمولاتِ میلاد

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695 -042

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱-۴ / ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴ / ۰۷-۹۷۰-۲۳، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت / اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱ / ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

www.MinhajBooks.com

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	معمولاتِ میلاد
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تدوین	:	محمد علی قادری، محمد فاروق رانا
نظر ثانی	:	ڈاکٹر علی اکبر الازہری
زیرِ اہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	ستمبر 2008ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	-/170 روپے

ISBN 978-969-32-0837-2

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔
(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

فہرس

صفحہ	مشتملات
۱۳	❁ پیش لفظ
۱۵	❁ اِبتدائیہ
	باب اَوّل
۱۷	مجالس و اِجتماعات کا اِہتمام
۱۹	۱۔ حضور ﷺ کا مجلسِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اپنی تخلیق کا ذِکر
۲۱	۲۔ حضور ﷺ کا اپنے میلاد کے بیان کے لیے اِہتمامِ اجتماع
۲۶	۳۔ بیانِ شرف وفضیلت کے لیے اِہتمامِ اِجتماع
	باب دُوُم
۳۱	بیانِ سیرت وفضائلِ رسول ﷺ
۳۳	۱۔ اَحکامِ شریعت کا بیان
۳۳	۲۔ تذکارِ خصائلِ مصطفیٰ ﷺ
۳۴	۳۔ تذکارِ شمائلِ مصطفیٰ ﷺ

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

صفحہ	مشتملات
۳۵	۴۔ تذکارِ خصائص و فضائلِ مصطفیٰ ﷺ
۳۹	۵۔ ذکرِ وِلادت اور روحانی آثار و علائم کا تذکرہ
	باب سوُم
۴۱	مدحت و نعتِ رسول ﷺ
۴۳	۱۔ قرآن میں نعتِ مصطفیٰ ﷺ
۵۵	۲۔ حضور ﷺ نے خود اپنی نعت سنی
۵۵	(۱) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نعت سننا
۶۰	(۲) حضرت اَسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے نعت سننا
۶۱	(۳) حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے نعت سننا
۶۳	(۴) حضرت عامر بن اَکوع رضی اللہ عنہ سے مجمع عام میں نعتیہ اَشعار سننا
۶۵	(۵) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے نعت سننا
۶۷	(۶) حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نعت سننا اور آپ ﷺ کا اُنہیں چادر عطا فرمانا
۶۹	(۷) حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ سے نعت سننا
۷۱	(۸) اَنصار کی بچیوں کی دف پر نعت خوانی

مشتملات	صفحہ
(۹) امام بوصیریؒ کو نعتیہ قصیدہ لکھنے پر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے چادر اور شفایابی کا تحفہ عطا ہوا	۷۲
حضور ﷺ کے ثناء خواں صحابہ کرام ﷺ کی فہرست	۷۴
باب چہارُم	
صلوٰۃ و سلام	**۸۵**
۱۔ حضور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجنا اللہ تعالیٰ کی سنت اور حکم ہے	۸۷
۲۔ سلام کی اَہمیت	۸۹
۳۔ سلام کی مستقل حیثیت	۹۵
(۱) حمد کی قبولیت بہ واسطۂ سلام	۹۶
(۲) تشہد میں سلام	۹۷
(۳) صلوٰۃ کے بعد سلام بھیجنے کا حکمِ نبوی ﷺ	۹۸
۴۔ درود وسلام کی بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں رسائی	۹۹
(۱) درود و سلام کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں براہِ راست پہنچنا	۱۰۰
(۲) درود و سلام براہِ راست حضور ﷺ سماعت کرتے ہیں	۱۰۲
(۳) حضور ﷺ سلام کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں	۱۰۵

مشتملات	صفحہ
(۴) ملائکہ کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں سلام پیش کرنا	۱۰۶
باب پنجم	
قیام	۱۱۱
۱۔ کیا قیام صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے خاص ہے؟	۱۱۳
(۱) عبادت کی مختلف حالتیں فی نفسہٖ عبادت نہیں	۱۱۴
(۲) قیام عبادت ہے تو نماز کی باقی حالتیں کیا ہیں؟	۱۱۵
(۳) کس طرح کا قیام عبادت ہے؟	۱۱٦
۲۔ قیام اَز رُوئے سنت جائز ہے	۱۱٦
۳۔ اَقسامِ قیام	۱۱۷
(۱) قیامِ اِستقبال	۱۱۷
(۲) قیامِ محبت	۱۱۹
(۳) قیامِ فرحت	۱۲۱
(۴) قیامِ تعظیم	۱۲۴
(ا) قیامِ اِستقبال اور قیامِ تعظیم میں فرق	۱۲۴
(ب) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضور ﷺ کے لیے تعظیماً قیام کا معمول	۱۲۵
(ج) نماز اللہ کے لیے اور اِقامت مصطفیٰ ﷺ کے لیے	۱۲۸

صفحہ	مشتملات
۱۴۰	(۵) قیامِ اِکرامِ اِنسانی
۱۴۳	(۶) قیامِ ذکر
۱۴۵	ذکرِ مصطفیٰ ﷺ ذکرِ خدا ہے
۱۴۶	(۷) قیامِ صلوٰۃ وسلام
۱۴۸	(ا) صلوٰۃ کا معنی …… درود وسلام
۱۵۰	(ب) صلوٰۃ کے لغوی معانی
۱۵۰	(ج) لغوی معانی کا اِطلاق
۱۵۵	قیامِ میلاد لمحہ موجود میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کے لیے نہیں ہوتا
۱۵۷	قیامِ میلاد دراصل قیامِ فرحت ومسرت ہے
۱۵۸	ممانعتِ قیام کے اَسباب
	باب ششم
۱۶۱	اِہتمامِ چراغاں
۱۶۵	اُتر آئے ستارے قمقمے بن کر
۱۶۶	جشنِ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مکہ مکرّمہ میں چراغاں

صفحہ	مشتملات
	باب ہفتم
١٧١	ضیافتِ میلاد
١٧٣	١۔ قرآن حکیم میں کھانا کھلانے کی فضیلت
١٧٥	٢۔ اَحادیثِ مبارکہ میں کھانا کھلانے کی ترغیب
	باب ہشتم
١٧٩	جلوسِ میلاد
	باب نہم
١٨٥	چند اعتراضات کا علمی محاکمہ
١٨٧	١۔ میلاد النبی ﷺ کی اِصطلاح کا اِستعمال
١٨٨	(١) کتبِ لغت میں لفظِ میلاد کا اِستعمال
١٨٨	(٢) کتبِ اَحادیث و سیر میں لفظِ میلاد کا اِستعمال
١٩٢	(٣) تصانیف میں لفظِ میلاد کا اِستعمال
١٩٣	٢۔ بیانِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ میں اَئمہ حدیث کا اُسلوب
١٩٨	٣۔ بیانِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ میں ائمہ سیرت و تاریخ کا اُسلوب

صفحہ	مشتملات
۲۰۱	۴۔ میلاد منانا عملِ توحید ہے شرک نہیں
۲۰۲	۵۔ جشنِ میلاد النبی ﷺ پر خرچ کرنا اِسراف نہیں
۲۰۵	۶۔ جشن میلاد النبی ﷺ شوکت و عظمتِ اِسلام کا مظہر ہے
۲۰۷	۷۔ جشنِ میلاد النبی ﷺ عیدِ مسرّت ہے عیدِ شرعی نہیں
۲۱۰	۸۔ جشنِ میلاد پر شرعی دلیل طلب کرنے والوں کی خدمت میں
۲۱۳	۹۔ محافلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے اِنعقاد کے تقاضے
۲۱۷	۱۰۔ اِصلاح طلب پہلو
۲۱۹	۱۱۔ اِفراط و تفریط سے اِجتناب کی ضرورت
۲۲۱	❖ مآخذ و مراجع

www.MinhajBooks.com

پیش لفظ

اللہ ﷻ کے اپنے بندوں پر بے حساب انعامات و احسانات ہیں جن کا شکر بجا لانا ہم سب پر لازم ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا احسان جس کا ذکر باری تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ فرمایا ہے ولادت و بعثتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس بے پایاں احسان پر ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے رب کے حضور سراپائے شکر و امتنان بن جائے۔ ماہِ ربیع الأول اس احسان عظیم کی عطا کا مہینہ ہے۔اس ماہ مبارک کے آتے ہی جس میں جانِ کائنات، روح کائنات، محبوبِ رب کائنات اور تاجدار کائنات ﷺ عالم ہست و بود میں تشریف لائے، پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے دل مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھتے ہیں۔ ہر ایک زبان پر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے پُرکیف نغمے جاری ہو جاتے ہیں، ہر آنگن میں خدا کی رحمتوں کا نزول ہونے لگتا ہے، دلوں کے موسم پر فصل بہار آ جاتی ہے۔نورِ مبین ﷺ کی آمد کے ذکر جمیل سے تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور ہر سو اجالا پھیل جاتا ہے۔ اس ماہِ سعید میں فضا درود و سلام کے نغموں سے معمور ہوجاتی ہے اور ہر سو رنگ و نور کی برسات ہوتی نظر آتی ہے۔

عشق و محبت رسول ﷺ ہر مسلمان کے ایمان کا جزو لازم ہے۔ ماہِ میلاد میں ہر مسلمان اپنے اپنے انداز میں محبتِ رسول ﷺ کا اظہار کرتا نظر آتا ہے۔کوئی سجود و قیام سے شکرِ ایزدی بجا لاتا ہے تو کوئی درود و سلام پڑھتا ہے،کوئی جلسہ عام کرتا ہے تو کوئی جلوس کا اہتمام کرتا ہے،کوئی محفلِ ذکر خیر الانام ﷺ کرتا ہے تو کوئی غریبوں کی ضیافت کا اہتمام کرتا ہے اور کوئی خوش نصیب اپنے گھر اور گلی کوچوں کو قمقموں سے سجا کر اپنی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اس ایمانی و وجدانی ماحول میں فضا ''آمدِ مصطفیٰ - مرحبا مرحبا'' کے دل آویز نعروں سے گونج اٹھتی ہے۔

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

تاریخ کے آئینے میں دیکھا جائے تو خیر القرون سے لے کر آج تک ہر دور کے مسلمان اپنے اپنے انداز میں میلاد النبی ﷺ کی خوشیاں مناتے چلے آرہے ہیں۔ ہر دور کے اہلِ اسلام کے معمولات ہی میلاد النبی ﷺ کے اجزائے تشکیلی ہیں۔ یہ معمولات شرعاً نہ صرف جائز ہیں بلکہ اس فرمانِ الٰہی کی تعمیل ہے جس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت پر مومنوں کو خوشیاں منانے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی میں ضیافت کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، روشنیوں کا اِہتمام کرنا، قمقمے روشن کرنا، مشعل بردار جلوس نکالنا اور دل کھول کر خرچ کرنا بارگاہِ اِلٰہی میں مقبول اور اُس کی رضا کا باعث ہے۔ اُمتی حضور ﷺ کی ولادت پر خوش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے خوش ہوگا۔

زیرِ نظر کتاب کی ترتیب و تدوین شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کے اِس موضوع پر ہونے والے پُر مغز خطابات و دروس سے کی گئی ہے جس میں انتہائی جامع انداز میں عقلی و نقلی دلائل سے اہل اسلام کے معمولاتِ میلاد کی شرعی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کی ''میلاد النبی ﷺ'' کے عنوان سے قرآن و سنت کے دلائل پر مشتمل ایک ضخیم کتاب الگ موجود ہے۔ تاہم زیرِ نظر کتاب موضوع کی اِفادیت و اَہمیت کے پیشِ نظر الگ شائع کی جارہی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنے حبیبِ مکرّم ﷺ کے نعلین مقدّسہ کی خیرات عطا فرمائے اور آپ ﷺ کے میلاد پاک کے فیوضات سے بہرہ ور فرمائے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)۔

(محمد علی قادری)

سینئر رِیسرچ اسکالر

فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ، لاہور

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ، بمطابق ۱۰ ستمبر ۲۰۰۸ء

اِبتدائیہ

یوں تو سارا سال حضور نبی اکرم ﷺ کے تذکارِ جمیل کی محفلیں منعقد ہوتی رہتی ہیں لیکن جونہی ماہِ ربیع الاول کی آمد ہوتی ہے مسرتوں اور خوشیوں کا ایک سیلِ رواں شہر شہر، قریہ قریہ اُمڈ آتا ہے اور اہلِ ایمان وارفتگی کے عالم میں محافلِ میلاد اور جلسہ و جلوس کی صورت میں اپنے محبوب نبی ﷺ سے اپنی قلبی محبت و عقیدت کا اِظہار کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تھمتا نہیں بلکہ ایک دیدنی جوش و خروش کا رنگ اِختیار کر لیتا ہے۔ اس موقع پر گھر گھر چراغاں کیا جاتا ہے۔ مجالس و محافلِ میلاد کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کی خوشی اور احترام میں بپا کی جانے والی محافل میں عشقِ رسول ﷺ کے ترانے الاپے جاتے ہیں، قرآن مجید کی تلاوت ہوتی ہے اور نعت گو شاعر، نعت خواں اور خطباء حضرات تحریر و تقریر اور نعت و بیان کے ذریعے حضور رحمت عالم ﷺ کے حضور اپنے گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں۔ الغرض ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق نظم و نثر کے پیرائے میں تخلیق و ولادت اور عظمت و شانِ مصطفیٰ ﷺ میں رطب اللسان ہوتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خوشی و مسرت کا اِظہار کس کس طریقے سے کیا جاتا ہے؟ جشنِ مسرت مناتے وقت غلامانِ رسول ﷺ کے معمولات کیا ہوتے ہیں؟ وہ کون کون سے اَفعال و اَعمال سرانجام دیتے ہیں؟ بہ اَلفاظِ دیگر جشن میلاد النبی ﷺ کے اَجزائے تشکیلی کون سے ہیں؟ زیرِ نظر کتاب میں ہم اسی حوالہ سے بحث کریں گے اور بنیادی اَجزائے تشکیلی یا عناصرِ ترکیبی قرآن و سنت کی روشنی میں بیان کریں گے اور ان کا تحقیقی جائزہ پیش کریں گے کیوں کہ کسی بھی عمل کی حلت و حرمت اور اُس پر اَجر و ثواب یا عذاب و عتاب کا اندازہ اس اَمر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اِس عمل کے اَجزاء کون کون سے ہیں۔

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے اَجزائے تشکیلی اور اِس کے اندر ہونے والی ایمان افروز اور روح پرور سرگرمیوں کو درجِ ذیل عنوانات کے تحت بیان کیا جا سکتا ہے:

۱۔ مجالس و اِجتماعات کا اِہتمام

۲۔ بیانِ سیرت و فضائلِ رسول ﷺ

۳۔ مدحت و نعتِ رسول ﷺ

۴۔ صلوٰۃ و سلام

۵۔ قیام

۶۔ اِہتمامِ چراغاں

۷۔ ضیافتِ میلاد

۸۔ جلوسِ میلاد

آئندہ صفحات میں اِن تمام معمولات کو علیحدہ علیحدہ باب میں بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔

www.MinhajBooks.com

باب اَوّل

مجالس و اِجتماعات کا اِہتمام

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com

عید میلاد النبی ﷺ کے پرمسرت موقع پر محافلِ نعت، مجالسِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں درود و سلام پیش کرنے کے لیے خصوصی اِجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں۔ لوگ اِن محافل میں اِنتہائی عقیدت و اِحترام اور جوش و خروش سے شریک ہوتے ہیں اور اپنے قلوب و اَذہان کو محبوبِ خدا ﷺ کے ذکرِ جمیل سے معطر کرتے ہیں۔ اپنے میلاد کے بیان کے لیے خود تاجدارِ کائنات ﷺ نے بھی اِجتماعات کا اہتمام فرمایا۔ اِس ضمن میں متعدد اَحادیث موجود ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ حضور ﷺ کا مجلسِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اپنی تخلیق کا ذِکر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! متی وجبت لک النبوۃ؟

’’یا رسول اللہ! آپ کو شرفِ نبوت سے کب نوازا گیا؟‘‘

یہ ایک معمول سے ہٹا ہوا سوال تھا کیوں کہ صحابہ میں سے کون نہیں جانتا تھا کہ آپ ﷺ کی بعثت چالیس سال کی عمر مبارک میں ہوئی۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اِس سوال سے واضح ہے کہ وہ آپ ﷺ کی بعثت کے بارے میں نہیں پوچھ رہے تھے بلکہ وہ عالم بالا میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اُس روحانی زندگی کی اِبتداء کی بات کر رہے تھے جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا:

و آدم بین الروح والجسد۔(۱)

’’(میں اُس وقت بھی نبی تھا) جب آدم کی تخلیق ابھی رُوح اور جسم کے مرحلے

(۱) ۱۔ ترمذی نے ’’الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، (۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۰۹)‘‘ میں اس حدیث کو روایت کیا اور حسن صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔ أحمد بن حنبل نے ’’المسند (۴: ۶۶؛ ۵: ۵۹، ۳۷۹)‘‘ میں یہ حدیث حضرت میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۳۔ حاکم نے ’’المستدرک علی الصّحیحین (۲: ۶۶۵، رقم: ۴۲۰۹)‘‘ میں اس حدیث کو حضرت میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور صحیح الإسناد قرار دیا ہے۔

۴۔ إبن أبی شیبۃ نے اسے ’’المصنف (۷: ۳۶۹، رقم: ۳۶۵۵۳)‘‘ میں عبد اللہ بن شیقق کے واسطے سے روایت کیا ہے۔

۵۔ طبرانی نے ’’المعجم الأوسط (۴: ۲۷۲، رقم: ۴۱۷۵)‘‘ میں حضرت میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۶۔ طبرانی نے ’’المعجم الکبیر (۱۲: ۹۲، ۱۱۹، رقم: ۱۲۵۷۱، ۱۲۶۴۶؛ ۲۰: ۳۵۳، رقم: ۸۳۳)‘‘ میں حضرت میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۷۔ ابن مستفاض نے ’’کتاب القدر (ص: ۲۷، رقم: ۱۴)‘‘ میں کہا ہے کہ اِس کے رِجال ثقہ ہیں۔

۸۔ تمام رازی نے ’’کتاب الفوائد (۱: ۲۴۱، رقم: ۵۸۱)‘‘ میں عبد اللہ بن شقیق کے واسطے سے روایت کی ہے۔

۹۔ ابن حبان، کتاب الثقات، ۱: ۴۷

۱۰۔ لالکائی، اعتقاد أھل السنۃ، ۱: ۴۲۲، رقم: ۱۴۰۳

۱۱۔ بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، ۲: ۱۳۰

۱۲۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ۶: ۵۶۹

۱۳۔ ناصر الدین البانی نے اِس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے ’’صحیح السیرۃ النبویۃ (ص: ۵۴، رقم: ۵۳)‘‘ میں بیان کیا ہے۔

میں تھی۔‘‘

مذکورہ بالا حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

قال بين خلق آدم و نفخ الروح فيه۔[۱]

’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (میں اُس وقت بھی نبی تھا) جب آدم علیہ السلام ابھی تخلیق اور روح پھونکے جانے کے مرحلے میں تھے۔‘‘

اِس حدیث مبارکہ سے مراد ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت بھی نبی تھے جب روح اور جسم سے مرکب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر ابھی مکمل طور پر تیار نہیں ہوا تھا۔ اِس طرح حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک مجلس میں اپنی ولادت سے بھی پہلے اپنی تخلیق اور نبوت کے بارے میں آگاہ فرمایا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجلسِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تخلیقِ آدم علیہ السلام کے وقت بھی اپنے نبی ہونے کا ذکر کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالم اَرواح میں تخلیق کی طرف اشارہ ہے۔ اہلِ اسلام بھی اپنی مجالس و اجتماعات میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے تذکرے کرتے ہیں وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خَلقت و نورانیت کو بھی قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ یہ عمل سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی پیروی میں معمولاتِ میلاد کا حصہ ہے۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے میلاد کے بیان کے لیے اِہتمامِ اِجتماع

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اِجتماع سے خطبہ جمعہ کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً دینی و ایمانی، اَخلاقی و روحانی، علمی و فکری، سیاسی و سماجی، معاشی و معاشرتی، قانونی و پارلیمانی، اِنتظامی و اِنصرامی اور تنظیمی و تربیتی موضوعات پر خطبات اِرشاد فرماتے۔ اس کے علاوہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی حسبی و نسبی فضیلت

(۱) حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۶۶۵، رقم: ۴۲۱۰

اور بے مثل ولادت پر بھی گفتگو فرماتے۔ درج ذیل اَحادیثِ مبارکہ سے واضح ہے کہ آپ ﷺ نے خود اپنی تخلیق و ولادت کی خصوصیت وفضیلت کے بیان کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اِجتماع کا اہتمام فرمایا۔

۱۔ حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے مروی ہے:

جاء العباس إلی رسول الله ﷺ فکأنه سمع شیئاً، فقام النّبیّ ﷺ علی المنبر، فقال: من أنا؟ فقالوا: أنت رسول الله، علیک السّلام. قال: أنا محمد بن عبد الله بن عبد المطّلب، إن الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم فرقة، ثم جعلهم فرقتین، فجعلنی فی خیرهم فرقة، ثم جعلهم قبائل، فجعلنی فی خیرهم قبیلة، ثم جعلهم بیوتاً، فجعلنی فی خیرهم بیتاً و خیرهم نسباً۔(۱)

''حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، (اس وقت ان کی کیفیت ایسی تھی) گویا انہوں نے (حضور نبی اکرم ﷺ کے متعلق کفار سے) کچھ (نازیبا الفاظ) سن رکھے تھے (اور وہ حضور نبی اکرم ﷺ کو بتانا چاہتے تھے)۔ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات حضور ﷺ کو

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الدعوات، ۵: ۵۴۳، رقم: ۳۵۳۲

۲۔ ترمذی نے ''الجامع الصحیح (کتاب المناقب، باب فی فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۴، رقم: ۳۶۰۸)'' میں وخیرھم نسبا کی جگہ وخیرھم نفسا کے الفاظ بھی بیان کیے ہیں۔

۳۔ احمدبن حنبل نے ''المسند (۱: ۲۱۰، رقم: ۱۷۸۸)'' میں آخر حدیث میں ''فأنا خیرکم بیتا وخیرکم نفسا'' کا اضافہ کیا ہے۔

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۶۵

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸: ۲۱۶

۶۔ بیہقی، دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ، ۱: ۱۶۹

بتائے یا آپ ﷺ علمِ نبوت سے جان گئے) تو حضور ﷺ منبر پر جلوہ اَفروز ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو، آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں عبد اللہ کا بیٹا محمد (ﷺ) ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اس مخلوق میں سے بہترین گروہ (انسان) کے اندر مجھے پیدا فرمایا اور پھر اس کو دو گروہوں (عرب و عجم) میں تقسیم کیا اور ان میں سے بہترین گروہ (عرب) میں مجھے پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حصے کے قبائل بنائے اور ان میں سے بہترین قبیلہ (قریش) کے اندر مجھے پیدا کیا اور پھر اس بہترین قبیلہ کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر اور نسب (بنو ہاشم) میں پیدا کیا۔‘‘

اس حدیث مبارکہ میں درج ذیل نکات قابلِ غور ہیں:

(۱) حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی موضوع پر کوئی اَہم اور قابلِ توجہ بات تمام صحابہ کو بتانا مقصود ہوتی تو آپ ﷺ اپنا خطبہ یا تقریر منبر پر کھڑے ہو کر اِرشاد فرماتے۔ اگر معمول کی کوئی بات ہوتی تو آپ ﷺ موقع پر موجود صحابہ کے گوش گزار کر دیتے لیکن منبر پر کھڑے ہو کر خاص نشست کا اہتمام عامۃ المسلمین تک کوئی خاص بات پہنچانے کے لیے ہوتا تھا۔ حدیثِ مذکورہ میں بھی حضور نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر اِرشاد فرما رہے ہیں، اور یہ اِہتمام اِس اَمر کی طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ صحابہ سے کوئی اہم بات کرنے والے ہیں۔

(۲) حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا: ’’میں کون ہوں؟‘‘ سب نے عرض کیا: ’’آپ پر سلام ہو، آپ اللہ کے رسول ہیں۔‘‘ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ جواب اگرچہ حق و صداقت پر مبنی تھا لیکن مقتضائے حال کے مطابق نہ تھا۔ اس دن اس سوال کا مقصد کچھ اور تھا اور آپ ﷺ اس کا جواب بھی مختلف سننا چاہتے تھے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے متعلقہ جواب موصول نہ ہوا تو آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا: ’’میں عبد اللہ

کا بیٹا محمد ہوں۔‘‘ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ انہیں اپنی ولادت اور نسبی فضیلت کے باب میں کچھ ارشاد فرمانا چاہتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا وہ گوشہ ہے جس کا تعلق براہِ راست آپ ﷺ کے میلاد سے ہے۔ اگرچہ یہ وہ معلومات تھیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہ خوبی جانتے تھے مگر اس کے باوجود آپ ﷺ کا اِس قدر اِہتمام کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرمانے کا مقصد جشنِ میلاد کو اپنی سنت بنانا تھا۔

(۳) مذکورہ حدیث میں اَحکامِ اِلٰہی بیان ہوئے ہیں نہ اَعمال و اَخلاق سے متعلق کوئی مضمون بیان ہوا ہے بلکہ آپ ﷺ نے لوگوں کو اپنی ولادت اور نسبی فضیلت کے بارے آگاہ فرمایا ہے جو موضوعاتِ میلاد میں سے ہے۔

(۴) حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ بیان انفرادی سطح پر نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع سے تھا جو خصوصی اِنتظام و اِنصرام کی طرف واضح اِشارہ ہے۔

کتبِ حدیث اور سیرت و فضائل میں سے امام بخاری (۱۹۴۔۲۵۶ھ)، امام مسلم (۲۰۶۔۲۶۱ھ)، امام ترمذی (۲۱۰۔۲۷۹ھ)، قاضی عیاض (۴۷۶۔۵۴۴ھ)، علامہ قسطلانی (۸۵۱۔۹۲۳ھ)، علامہ نبہانی (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ) جیسے نام وَر اَئمہ و محدثین اور شارحین کی تصانیف میں ایسی بے شمار احادیث موجود ہیں جن کا تعلق کسی شرعی مسئلہ سے نہیں بلکہ آپ ﷺ کی ولادت، حسب و نسب، خاندانی شرافت و نجابت اور ذاتی عظمت وفضیلت سے ہے۔

۲۔ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

قلت: يارسول الله! إن قريشاً جلسوا فتذاكروا أحسابهم بينهم، فجعلوا مثلک كمثل نخلة في كبوة من الأرض، فقال النّبيّ ﷺ: إن الله خلق الخلق فجعلني من خيرهم من خير فرقهم وخير الفريقين، ثم تخيّر القبائل فجعلني من خير قبيلة، ثم تخيّر

البيوت فجعلني من خير بيوتهم، فأنا خيرهم نفساً وخيرهم بيتا۔[(۱)]

’’میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قریش نے ایک مجلس میں اپنے حسب ونسب کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی مثال کھجور کے اُس درخت سے دی جو کسی ٹیلہ پر ہو۔ اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کی بہترین جماعت میں رکھا اور ان کے بہترین گروہ میں رکھا اور دونوں گروہوں میں سے بہترین گروہ میں بنایا، پھر قبائل کو منتخب فرمایا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر اُس نے گھرانے منتخب فرمائے تو مجھے اُن میں سے بہتر گھرانے میں رکھا، پس میں اُن میں سے بہترین فرد اور بہترین خاندان والا ہوں۔‘‘

۳۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا:

إن الله اصطفى من ولد إبراهيم إسماعيل، واصطفى من ولد إسماعيل بني كنانة، واصطفى من بني كنانة قريشاً، واصطفى من قريش بني هاشم، واصطفاني من بني هاشم۔[(۲)]

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۴، رقم: ۳۶۰۷

۲۔ أحمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۲: ۹۳۷، رقم: ۱۸۰۳

۳۔ أبو یعلی، المسند، ۴: ۱۴۰، رقم: ۱۳۱۶

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۳، رقم: ۳۶۰۵

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبي ﷺ وتسليم الحجر عليه قبل النبوة، ۴: ۱۷۸۲، رقم: ۲۲۷۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۰۷

”بے شک ربِ کائنات نے اِبراہیم (علیہ السلام) کی اَولاد میں سے اِسماعیل (علیہ السلام) کو منتخب فرمایا، اور اِسماعیل (علیہ السلام) کی اَولاد میں سے بنی کنانہ کو، اور اَولادِ کنانہ میں سے قریش کو، اور قریش میں سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم میں سے مجھے شرفِ اِنتخاب سے نوازا اور پسند فرمایا۔“

اِس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنا پورا سلسلۂ نسب بیان فرما دیا ہے۔ آپ ﷺ نے إصطفی کا لفظ اس لیے بیان کیا کہ صاحبِ نسب، مصطفیٰ ﷺ (چُنے ہوئے) ہیں اور پورے نسبی سلسلہ کو یہ صفاتی لقب دیا گیا ہے۔

۳۔ بیانِ شرف وفضیلت کے لیے اِہتمامِ اِجتماع

حضور نبی اکرم ﷺ نے بیانِ میلاد کے علاوہ اپنی شرف وفضیلت بیان کرنے کے لیے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اِجتماع کا اہتمام فرمایا:

۱۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جلس ناس من أصحاب رسول الله ﷺ ينتظرونه، قال: فخرج حتی إذا دنا منهم سمعهم يتذاكرون فسمع حديثهم، فقال بعضهم عجباً: إنَ الله عزوجل اتّخذ من خلقه خليلاً، اتّخذ إبراهيم خليلاً، وقال آخر: ماذا بأعجب من كلام موسی كلّمه تكليماً، وقال آخر: فعيسی كلمة الله وروحه، وقال آخر: آدم اصُطفاه

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۷، رقم: ۳۱۷۳۱

۵۔ أبو يعلی، المسند، ۱۳: ۴۶۹، ۴۷۲، رقم: ۷۴۸۵، ۷۴۸۷

۶۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۲۲: ۶۶، رقم: ۱۶۱

۷۔ بيهقی، السنن الكبری، ۶: ۳۶۵، رقم: ۱۲۸۵۲

۸۔ بيهقی، شعب الإيمان، ۲: ۱۳۹، رقم: ۱۳۹۱

الله. فخرج عليهم فسلّم، وقال ﷺ: قد سمعت كلامكم وعجبكم أن إبراهيم خليل الله وهو كذلک، وموسٰى نجی الله وهو كذالک، وعيسى روح الله وكلمته وهو كذلک، وآدم اصْطفاه الله وهو كذلک، ألا! وأنا حبيب الله ولا فخر، أنا حامل لواء الحمد يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول شافعٍ وأول مشفعٍ يوم القيامة ولا فخر، وأنا أول من يحرک حلق الجنة فيفتح الله لی فيدخلنيها، ومعي فقراء المومنين ولا فخر، وأنا أكرم الأوّلين والآخرين ولا فخر۔ (۱)

”رسول اکرم ﷺ کے کئی صحابہ آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے، جب ان کے قریب ہوئے تو سنا کہ وہ آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: بڑے تعجب کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے (ابراہیم علیہ السلام کو اپنا) خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا: یہ اس سے زیادہ تعجب انگیز نہیں ہے کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ تیسرے نے کہا: عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ چوتھے نے کہا: آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کے حلقے میں تشریف لے آئے، سلام کیا اور فرمایا: میں نے تم لوگوں کا کلام

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی ﷺ، ۲: ۲۰۲، رقم: ۳۶۱۶

۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۹، رقم: ۴۷

۳۔ بغوی، شرح السنة، ۱۳: ۱۹۸، ۲۰۴، رقم: ۳۶۱۷، ۳۶۲۵

۴۔ رازی، مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)، ۶: ۱۶۷

۵۔ ابن کثیر، تفسير القرآن العظيم، ۱: ۵۶۰

۶۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، ۲: ۷۰۵

اور اِظہارِ تعجب سن لیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں، بے شک وہ ایسے ہی ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرنے والے ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں۔ اور آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور وہ ایسے ہی ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! میں اللہ کا حبیب ہوں لیکن میں فخر نہیں کرتا اور میں قیامت کے دن لواءِ حمد (حمد کا جھنڈا) اٹھانے والا ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن سب سے پہلا شفیع اور سب سے پہلا مشفع ہوں گا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اور میں پہلا شخص ہوں گا جو بہشت کے دروازے کی زنجیر ہلائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے میرے لیے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ وہ مومنین ہوں گے جو فقیر (غریب و مسکین) تھے لیکن مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں، اور اَوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرّم و محترم میں ہی ہوں اور مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں۔‘‘

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أن النّبيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرج يوماً فصلی علی أهل أحد صلاته علی الميت، ثم انصرف إلی المنبر، فقال: إني فرط لكم وأنا شهيد عليكم، وإني واللہ! لأنظر إلی حوضي الآن، وإني أعطيت مفاتيح خزائن الأرض أو مفاتيح الأرض، وإني واللہ! ما أخاف عليكم أن تشركوا بعدي، ولكن أخاف عليكم أن تنافسوا فيها۔[1]

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشهيد، ۱: ۴۵۱، رقم: ۱۲۷۹

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب علامات النبوة، ۳: ۱۳۱۷، رقم: ۱۴۰۱

’’ایک روز حضور ﷺ باہر (میدانِ اُحد کی طرف) تشریف لے گئے، پس آپ ﷺ نے شہدائے اُحد پر نمازِ جنازہ کی طرح نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ اَفروز ہوئے اور فرمایا: بے شک میں تمہارا پیش رَو ہوں اور میں تم پر گواہ (یعنی تمہارے اَحوال سے باخبر) ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اِس وقت حوضِ کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے، البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ تم دنیا پرستی میں باہم فخر ومباہات کرنے لگو گے۔‘‘

اِس حدیثِ مبارکہ کے الفاظ - ثم انصرف إلی المنبر (پھر آپ ﷺ منبر پر جلوہ اَفروز ہوئے) - سے ایک سوال ذہن میں اُبھرتا ہے کہ کیا قبرستان میں بھی منبر ہوتا ہے؟ منبر تو خطبہ دینے کے لیے مساجد میں بنائے جاتے ہیں، وہاں کوئی مسجد نہ تھی، صرف شہدائے اُحد کے مزارات تھے۔ اُس وقت صرف مسجد نبوی ﷺ ہی میں منبر ہوتا تھا۔ اس لیے شہدائے احد کی قبور پر منبر کا ہونا بظاہر ایک ناممکن سی بات نظر آتی ہے۔ مگر درحقیقت حضور ﷺ کے حکم پر شہدائے اُحد کے قبرستان میں منبر نصب کرنے کا اِہتمام کیا گیا، جس

۳۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب أحد یحبنا، ۴: ۱۴۹۸، رقم: ۳۸۵۷

۴۔ بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها، ۵: ۲۳۶۱، رقم: ۶۰۶۲

۵۔ بخاری، الصحیح، کتاب الحوض، باب فی الحوض، ۵: ۲۴۰۸، رقم: ۶۲۱۸

۶۔ مسلم، الصحیح، کتاب الفضائل، باب إثبات الحوض، ۴: ۱۷۹۵، رقم: ۲۲۹۶

۷۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۴۹، ۱۵۳

۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۴۷۳، رقم: ۳۱۶۸

۹۔ ابن حبان، الصحیح، ۸: ۱۸، رقم: ۳۲۲۴

کا مطلب ہے کہ منبر شہر مدینہ سے منگوایا گیا یا پھر صحابہ کرام ﷡ ساتھ ہی لے کر گئے تھے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اتنا اہتمام کس لیے کیا گیا؟ یہ سارا اِہتمام و اِنتظام حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب کے بیان کے لیے منعقد ہونے والے اُس اِجتماع کے لیے تھا جسے آقا ﷺ خود منعقد فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام ﷡ کے اس اجتماع میں حضور ﷺ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر اپنا شرف اور فضیلت بیان فرمائی جس کے بیان پر پوری حدیث مشتمل ہے۔ اِس طرح یہ حدیث جلسۂ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی واضح دلیل ہے۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے شرف و فضیلت کو بیان کرنے کے لیے اِجتماع کا اہتمام کرنا خود سنتِ رسول ﷺ ہے۔ لہٰذا میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی محافل سجانا اور جلسوں کا اِہتمام کرنا مقتضائے سنتِ رسول ﷺ ہے۔ آج کے پُرفتن دور میں ایسی محافل و اِجتماعات کے اِنعقاد کی ضرورت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے تاکہ اُمت کے دلوں میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی عشق و محبت نقش ہو اور لوگوں کو آپ ﷺ کی تعلیمات اور اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی ترغیب دی جائے۔

باب دُوُم

بیانِ سیرت وفضائلِ رسول ﷺ

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com

میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں منعقد ہونے والے اِجتماعات میں آپ ﷺ کی سیرت و فضائل کا ذکر ہوتا ہے۔ محفلِ میلاد النبی ﷺ میں تذکارِ رسالت درج ذیل پانچ جہتوں میں ہوتا ہے:

۱۔ اَحکامِ شریعت کا بیان

محافلِ میلاد النبی ﷺ میں اِسلامی اَحکام مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر اَحکامِ شریعت کے بیان کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے اُن ارشادات وتعلیمات کا ذکر کیا جاتا ہے جو اِسلامی شریعت کی بنیاد ہیں اور جن پر اَرکانِ اِیمان و اِسلام کی عمارت قائم ہے۔ فقہی اور فروعی مسائل کو موضوع بنانے کے بجائے اِس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ فرض عبادات کی ادائیگی درجۂ قبولیت تک کیسے پہنچ سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول کیسے ممکن ہے؟ رسول اکرم ﷺ کی اِتباع اور محبت کس طرح ہم پر فوز و فلاح کے دروازے وَا کرتی ہے اور ہم ایمان کے تقاضوں کو کس طرح بطریقِ اَحسن پورا کر سکتے ہیں؟ اِس طرح کی دیگر اَبحاث محفلِ میلاد میں بیان کی جاتی ہیں تاکہ اُسوۂ کامل کی روشنی میں عبادات کی روح کو اپنے اندر سمو کر اپنے اعمال اور شخصیت کی عمارت کو اَحکامِ شریعت کی بنیادوں پر استوار کرنے کے عہد کی تجدید کی جا سکے۔

۲۔ تذکارِ خصائلِ مصطفیٰ ﷺ

محافلِ میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اپنایا جانے والا دوسرا طریقہ ''تذکارِ خصائلِ مصطفیٰ ﷺ'' ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

یہ وہ آئینہ ہے جس میں آپ ﷺ کی سنت، سیرت اور خُلقِ عظیم کا پرتَو جھلکتا دکھائی رہتا ہے۔ اس تذکار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اس کے ذریعے اپنی زندگی کو اِنفرادی اور اِجتماعی سطح پر آپ ﷺ کی تعلیمات اور متعین کردہ اَقدار سے سنواریں اور اپنے شب و روز آپ ﷺ کی سنت کے مطابق بسر کریں۔ یہ دوسرا موضوع ہے جسے حضور نبی اکرم ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی کے حوالے سے علمائے کرام محافلِ میلاد میں زیرِ بحث لاتے ہیں۔ اگرچہ محافلِ میلاد کا اَوّلین مقصد آمدِ مصطفیٰ ﷺ کی یاد میں جشنِ مسرت منانا ہے لیکن ان تقریباتِ سعیدہ میں قرآنی تعلیمات اور سیرتِ مبارکہ کے تعلیمی، تربیتی، اَخلاقی اور روحانی پہلوؤں کا ذکر بھی علمائے کرام اپنی تقاریر و خطابات میں خصوصی طور پر کرتے ہیں۔

۳۔ تذکارِ شمائلِ مصطفیٰ ﷺ

تذکارِ رسالت ﷺ کے سلسلے میں آپ ﷺ کے شمائل بھی بیان کیے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے حسن و جمال اور خوبصورتی و رعنائی کا حسین تذکرہ کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے حسنِ سراپا کا ذکرِ جمیل قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ کی روشنی میں نہایت ہی خوبصورت اور دلکش انداز میں کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے وَالضُّحیٰ چہرے، وَاللَّیل زلفوں، مَا زَاغَ الْبَصَر کا دل آویز بیان سماعتوں میں رَس گھولنے لگتا ہے۔ آپ ﷺ سر تا قدم حسنِ مجسم تھے اور یہ فیصلہ کرنا محال تھا کہ صوری حسن جسدِ اَطہر کے کس کس مقام پر کمالِ حسن کی کن کن بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سراپائے حسن کو دیکھ کر مست و بے خود ہو کر رہ جاتے اور آپ ﷺ کے حسنِ سراپا کے بیان میں اپنے عجز اور کم مائیگی کا اِعتراف کرتے۔ حق تو یہ ہے کہ ذاتِ مصطفوی ﷺ کا حسنِ سرمدی اِظہار و بیان سے ماوراء تھا اور اہلِ عرب زبان و بیان کی فصاحت و بلاغت کے اپنے تمام تر دعووں کے باوجود بھی اُسے کما حقہٗ بیان کرنے سے عاجز تھے۔

ماہِ میلاد میں نورِ مجسم حضور نبی اکرم ﷺ کے اُسی حسنِ بے مثال کا تذکرہ ہوتا ہے، کوئی آپ ﷺ کے مبارک زلف و رخسار کا ذکر کرتا ہے تو کوئی چشمانِ مقدسہ کی تاثیرِ

کرم کی مدح سناتا ہے، کوئی گوش مبارک کی دلکشی اور ان کی بے مثل سماعت پر سلام بھیجتا ہے تو کوئی گل قدس کی پتیوں جیسے نازک ہونٹوں پر درود پڑھتا ہے۔ کوئی آپ ﷺ کے دستِ اقدس سے صادر ہونے والے معجزات کا ذکر چھیڑتا ہے تو کوئی حسن و جمال سے معمور دہنِ اقدس اور اس سے نکلے ہوئے لعاب مبارک کی برکات کے نغمات الاپتا ہے۔ اس تذکارِ شمائل سے وجود میں کیفیاتِ وجد کا نزول ہونے لگتا ہے اور بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حضوری کی خیرات ملنے لگتی ہے۔ یہی وہ کیفیات ہیں جو ان محافل کا حاصل ہیں اور جن سے قلب و روح میں تجلیّاتِ ایمان کا ورود ہونے لگتا ہے۔ یہ وہ توشۂ آخرت ہے جو سفرِ حشر میں مومن کے بہت کام آئے گا۔

۴۔ تذکارِ خصائص و فضائلِ مصطفیٰ ﷺ

محفلِ میلاد النبی ﷺ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے خصائص و فضائل کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کے خصائص و فضائل اور اَوصاف و کمالات ہی ہیں جو آپ ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیھم السلام اور تمام انسانوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ آپ ﷺ جامع کمالاتِ انبیاء ہیں، آپ ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں تمام اَنبیاء و رُسل کے محامد و محاسن اور معجزات و کمالات بہ درجۂ اَتم جمع فرما دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو تمام اہلِ جہان پر شرف و فضیلت عطا فرمائی اور تمام اَوّلین و آخرین کا سید اور سردار بنایا۔ آپ ﷺ کو اپنے قربِ خاص سے نوازا اور شبِ معراج عرش پر بلا کر اپنا دیدار عطا فرمایا۔ اُس نے قرآن حکیم میں آپ ﷺ کی اِطاعت کو اپنی اطاعت،(۱) آپ ﷺ کی رضا کو اپنی رضا،(۲) آپ ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت،(۳) آپ ﷺ کے فعل کو اپنا فعل،(۴) نطقِ رسول کو اپنی وحی،(۵) آپ ﷺ کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی،(۶)

(۱) النساء، ۴: ۸۰
(۲) التوبة، ۹: ۶۲
(۳) الفتح، ۴۸: ۱۰
(۴) الأنفال، ۸: ۱۷
(۵) النجم، ۵۳: ۳، ۴
(۶) النساء، ۴: ۱۴

آپ ﷺ کی مخالفت کو اپنی مخالفت[(۱)] اور آپ ﷺ کی عطا کو اپنی عطا قرار دیا۔[(۲)] اِس پر مستزاد حضور سرورِ کائنات ﷺ کو ایسے دُنیوی، برزخی اور اُخروی خصائص و فضائل سے نوازا جو بے مثال ہونے کے علاوہ حدِ شمار سے بھی باہر ہیں۔

میلاد النبی ﷺ کی مبارک تقریبات میں حسنِ صورت و سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے تو ہوتے ہی ہیں، اِس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی کثیر الجہت شانوں کا بیان اہلِ ایمان کے دلوں میں عشق و محبت کی وہ شمعیں فروزاں کر دیتا ہے جن کی ضوء شبستان زندگی کو منور کر دیتی ہے۔ آپ ﷺ کے فضائل و خصائص پر مشتمل چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أنا أوّلهم خروجاً، وأنا قائدهم إذا وفدوا وأنا خطيبهم إذا أنصتوا، وأنا مشفعهم إذا حبسوا، وأنا مبشّرهم إذا أيسوا. الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدى، وأنا أكرم ولد آدم على ربى، يطوف عليّ ألف خادم كأنهم بيض مكنون أو لؤلؤ منثور۔[(۳)]

---

(۱) التوبة، ۹: ۶۳

(۲) التوبة، ۹: ۵۹، ۷۴

(۳) ۱۔ دارمی، السنن ۱: ۳۹، رقم: ۴۸
۲۔ ترمذی، الجامع الصحيح، کتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بنی إسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۴۸
۳۔ ترمذی، الجامع الصحيح، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۰
۴۔ أبو يعلی، المعجم: ۱۴۷، رقم: ۱۶۰
۵۔ قزوينی، التدوين فی أخبار قزوين، ۱: ۲۳۴، ۲۳۵
۶۔ ديلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۱: ۴۷، رقم: ۱۱۷

’’(روزِ قیامت) سب سے پہلے میں (اپنی قبرِ انور سے) نکلوں گا اور جب لوگ وفد بن کر جائیں گے تو میں ہی ان کا قائد ہوں گا۔ اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا۔ میں ہی ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا جب وہ روک دیے جائیں گے، اور میں ہی انہیں خوش خبری دینے والا ہوں جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ بزرگی اور جنت کی چابیاں اُس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اپنے رب کے ہاں اَولادِ آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں میرے اِرد گرد اُس روز ہزار خادم پھریں گے گویا وہ (گرد و غبار سے محفوظ) سفید (خوبصورت) انڈے (یعنی پوشیدہ حسن) ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔‘‘

اِس حدیثِ مبارکہ میں روزِ قیامت آپ ﷺ کو عطا ہونے والے مراتب و درجات کا ذکر ہے اور یہ بھی موضوعاتِ میلاد میں سے ہیں۔

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أنا سيّد ولد آدم يوم القيامة ولا فخر، وبيدي لواء الحمد ولا فخر، وما من نبيّ يومئذ آدم فمن سواه إلا تحت لوائي، وأنا أوّل من تنشقّ عنه الأرض ولا فخر۔ (۱)

۷۔ بغوی، شرح السنة، ۱۳: ۲۰۳، رقم: ۳۶۲۴
۸۔ ابن أبی حاتم رازی، تفسير القرآن العظيم، ۱۰: ۳۲۱۲، رقم: ۱۸۱۸۹
۹۔ بیہقی، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، ۵: ۴۸۴
۱۰۔ أبو نعیم، دلائل النبوة، ۱: ۶۴، ۶۵، رقم: ۲۴
۱۱۔ بغوی، معالم التنزيل، ۳: ۱۳۱
۱۲۔ سیوطی، الدر المنثور فی التفسير بالمأثور، ۸: ۳۷۶

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب المناقب، باب فی فضل النبی ﷺ، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۵
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبيّنا على جميع

''روزِ قیامت میں تمام اَولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور مجھے اِس پر کوئی فخر نہیں۔ اور اُس روز لواءِ حمد (حمدِ اِلٰہی کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ اور اُس روز آدم سمیت تمام نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے، اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کے (باہر نکلنے کے) لیے زمین کا سینہ کھولا جائے گا اور اس (اَوّلیت) پر مجھے فخر نہیں۔''

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

أنا أوّل من تنشقّ عنه الأرض، فأُكسَى الحُلة من حُلل الجنة، ثم أقوم عن يمين العرش ليس أحد من الخلائق يقوم ذالک المقام غيري۔(۱)

''(روزِ قیامت) میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کے (باہر نکلنے کے) لیے زمین کا سینہ کھولا جائے گا، مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی، پھر میں عرشِ الٰہی کے دائیں جانب اُس مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی ایک (فرد) بھی کھڑا نہیں ہوگا۔''

ہم اِن اَحادیث کو بہ طور حوالہ اس لیے لا رہے ہیں تاکہ یہ اَمر واضح ہو جائے

...... الخلائق، ۴: ۱۷۸۲، رقم: ۲۲۷۸

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۹۸، رقم: ۶۴۷۸

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۸۱

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲

۶۔ أبو يعلى، المسند، ۱۳: ۴۸۰، رقم: ۷۴۹۳

۷۔ مقدسی، الأحاديث المختارة، ۹: ۴۵۵، رقم: ۴۲۸

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحيح، کتاب المناقب، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۱

۲۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۱۰: ۲۶۳

کہ ان میں کسی قسم کے اَحکامِ شریعت یا حلال و حرام اور تبلیغ و دعوت یا سیرت وغیرہ کے کوئی پہلو بیان ہوئے ہیں نہ آپ ﷺ کے خلقِ عظیم کا کوئی ذکر ہوا ہے بلکہ ان میں تواتر کے ساتھ جو چیزیں بیان ہوئی ہیں وہ حضور ﷺ کے فضائل و خصائص اور اَولادِ آدم علیہ السلام میں آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ، بے مثال عظمت و رِفعت اور روحانی مدارج کا ذکر ہے۔ کتبِ اَحادیث میں فضائل و مناقب کے ذیل میں صرف یہی خاص مضمون بیان ہوئے ہیں اور اَصلاً یہ میلاد شریف کے مضامین ہیں۔

۵۔ ذکرِ وِلادت اور روحانی آثار و علائم کا تذکرہ

محفلِ میلاد کا پانچواں پہلو آپ ﷺ کی ولادت کے تذکار اور بہ وقتِ ولادت رونما ہونے والی روحانی علامات و آثار کے بیان پر مشتمل ہے۔ محافلِ میلاد میں ہم خصوصیت کے ساتھ آقائے دوجہاں ﷺ کی ولادت باسعادت اور ان خارق العادت روحانی آثار و علائم کا تذکرہ کرتے ہیں جو ان ساعتوں یا عہدِ نبوی ﷺ میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ کے عہدِ شباب اور عمرِ مبارک کے چالیس سال کو پہنچنے پر پیغمبرانہ منصب پر فائز ہونے کے واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ تذکارِ میلاد میں ان فوق العادۃ روحانی واقعات اور آثار و علامات کے حوالے سے گفتگو ہوتی ہے۔ ان محیر العقول واقعات کو بیان کیا جاتا ہے جو ظہورِ قدسی کے وقت شہر مکہ اور دنیا کے دوسرے حصوں میں پیش آئے، جن کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ سے ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان بشارتوں اور پیشین گوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو حضور خاتم النبیین ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری سے متعلق سابقہ الہامی کتب میں مذکور ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک نسل در نسل اور گروہ در گروہ تمام انبیاء علیھم السلام آپ ﷺ کی آمد کے تذکرے کرتے رہے یہاں تک کہ یہ سلسلہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کی صورت میں انجام پذیر ہوا۔ یہ سب بشارتیں جو کتبِ سابقہ اور صحائفِ آسمانی میں آپ ﷺ کے بارے میں مرقوم تھیں، میلاد کا موضوع بنتی ہیں۔ اِسی طرح حضور ﷺ کا

حسب ونسب اور حضرت آدم علیہ السلام سے آگے جن پاک پشتوں میں آپ ﷺ کا نور منتقل ہوتا ہوا پہلوئے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا میں دُرِّ یتیم کی صورت میں ظاہر ہوا اور وہ نوعِ اِنسانی کے لیے اللہ کے فضل اور نعمت کے طور پر جلوہ گر ہوا، میلاد کا نفسِ مضمون ہیں جن کا ذکر مولد یا میلاد کے موضوع میں ڈھل جاتا ہے۔

الغرض آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے اَحوال اور رشکِ زمانہ سیدہ آمنہ اور سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہما کی آغوشِ عاطفت میں آپ ﷺ کے عہدِ طفلی کے حالات و واقعات کا تذکرہ ان پاکیزہ محافل و مجالس میں قلب و روح کے تار ہلا دیتا ہے۔ آپ ﷺ کے معجزات و کمالات بیان کیے جاتے ہیں تو وجد و مستی کے ایسے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں جنہیں صرف محسوس کیا جا سکتا ہے، انہیں بیان کرنے کی سکت کسی قلم اور زبان میں نہیں۔

میلاد النبی ﷺ ایمان کو جلا بخشنے کا ایک انتہائی مؤثر و مجرب ذریعہ ہے۔ اس سے وہ قوت پیدا ہوتی ہے جسے علامہ اِقبالؒ قوتِ عشق کا نام دیتے ہیں اور جس کی بدولت اسمِ محمد ﷺ کی ضیاء پاشیوں سے شبستانِ دہر میں اُجالا کیا جا سکتا ہے۔ یہی جشنِ میلاد منانے کا مدعا و مقصود ہے۔ بقول اقبالؔ:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اِسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے (۱)

(۱) اِقبال، کلیات (اُردو)، بانگِ درا: ۲۰۷/۲۰۷

باب سوُم

مدحت ونعتِ رسول ﷺ

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com

www.MinhajBooks.com منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

محافلِ میلاد النبی ﷺ کا ایک اہم ترین عنصر حضور ﷺ کی مدح سرائی اور نعت خوانی ہے۔ اہلِ اسلام محافلِ نعت منعقد کرکے اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے ساتھ اپنی بے پناہ محبت اور جذباتی وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔ نعتِ مصطفیٰ ﷺ کوئی نیا عمل نہیں بلکہ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ ذیل میں اِس ضمن میں چند حوالہ جات نقل کیے جاتے ہیں:

۱۔ قرآن میں نعتِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کا ذکرِ جمیل پیرایۂ نعت میں کیا ہے۔ خالقِ کائنات اپنے حبیب ﷺ سے جب بھی روئے خطاب ہوا تو نام لینے کی بجائے کبھی یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ کہا اور کبھی یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ اور کبھی یٰسین کے لقب سے پکارا۔ اِسی طرح کلامِ مجید میں کہیں وَالضُّحٰی کہہ کر آپ ﷺ کے رُخِ انور کی قسم کھائی اور کہیں وَاللَّیْل کہہ کر آپ ﷺ کی شبِ تاریک کی مانند سیاہ زلفوں کی قسم کھائی۔ همه قرآن در شانِ محمد ﷺ کے مصداق پورا قرآن حکیم حضور ﷺ کی مدح اور نعت ہی تو ہے۔ اِس کے پیرایۂ اِظہار میں نعت ہی کا رنگ صاف جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ بہ طورِ حوالہ چند آیات درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ ﷺ کے شرحِ صدر، رفعِ بارِ غم اور رِفعتِ ذکر کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ○ الَّذِیٓ

اَنْقَضَ ظَهْرَکَo وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَo[(۱)]

’’کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (اَنوارِ علم و حکمت اور معرفت کے لیے) کشادہ نہیں فرما دیاo اور ہم نے آپ کا (غمِ اُمت کا وہ) بار آپ سے اتار دیاo جو آپ کی پشتِ (مبارک) پر گراں ہو رہا تھاo اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر (اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر دنیا و آخرت میں ہر جگہ) بلند فرما دیاo‘‘

۲۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے ہمہ وقت آپ ﷺ پر درود بھیج رہے ہیں۔ اِرشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo[(۲)]

’’بے شک اللہ اور اُس کے (سب) فرشتے نبیِّ (مکرّم ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کروo‘‘

۳۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بارے میں فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللهِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًاo[(۳)]

’’اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اِس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اِطاعت

(۱) الإنشراح، ۹۴: ۱۔۴
(۲) الأحزاب، ۳۳: ۵۶
(۳) النساء، ۴: ۶۴

کی جائے، اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی اُن کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اِس وسیلہ اور شفاعت کی بناء پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے o‘‘

۴۔ آپ ﷺ کی اِطاعت کو اپنی اِطاعت قرار دیا:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ ج وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا o(۱)

’’جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا، اور جس نے رُوگردانی کی تو ہم نے آپ کو اُن پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا o‘‘

۵۔ تورات و انجیل میں آپ ﷺ کے تذکرۂ اَوصاف کے ضمن میں فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o(۲)

’’(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جو اُمی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر مِن جانبِ اللہ لوگوں کو اَخبارِ غیب اور معاش و معاد کے علوم و معارف بتاتے ہیں) جن (کے اَوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور اِنجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو

(۱) النساء، ۴: ۸۰

(۲) الأعراف، ۷: ۱۵۷

اُنہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور اُن سے اُن کے بارِ گراں اور طوقِ (قیود) جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلط) تھے ساقط فرماتے (اور اُنہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔ پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اُس نورِ (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی لوگ ہی فلاح پانے والے ہیںo‘‘

۶۔ آپ ﷺ کی رِسالتِ عامہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَاۨ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔(۱)

’’آپ فرما دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اُس اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں جس کے لیے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔‘‘

۷۔ معرکۂ بدر میں کفار پر آپ ﷺ کے کنکریاں پھینکنے کے عمل کو اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللهَ رَمٰى۔(۲)

’’اور (اے حبیبِ محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگ ریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے۔‘‘

۸۔ آپ ﷺ کے اپنی اُمت پر رؤوف و رحیم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) الأعراف، ۷: ۱۵۸

(۲) الانفال، ۸: ۱۷

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌo(۱)

’’بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق، بے حد رحم فرمانے والے ہیںo‘‘

۹۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی عمر مبارک کی یوں قسم کھاتا ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَo(۲)

’’(اے حبیبِ مکرّم!) آپ کی عمر مبارک کی قسم! بے شک یہ لوگ (بھی قومِ لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگرداں پھر رہے ہیںo‘‘

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کا مشقت میں پڑنا گراں گزرا تو فرمایا:

طٰهٰo مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰىo(۳)

’’طٰہٰ (اے محبوبِ مکرّم!)o ہم نے آپ پر قرآن (اِس لیے) نازل نہیں فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیںo‘‘

۱۱۔ آپ ﷺ کی شانِ رحمۃ للعالمینی کو درج ذیل آیت میں بیان فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَo(۴)

---

(۱) التوبہ، ۹:۱۲۸

(۲) الحجر، ۱۵:۷۲

(۳) طٰہٰ، ۲۰: ۱، ۲

(۴) الأنبیاء، ۲۱:۱۰۷

www.MinhajBooks.com

’’اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کرo‘‘

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط قَدْ يَعْلَمُ اللهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ج فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌo(۱)

’’(اے مسلمانو!) تم رسول (ﷺ) کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسولِ اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول ﷺ کی ذات گرامی تمہاری مثل کیسے ہوسکتی ہے)، بے شک اللہ ایسے لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ میں (دربارِ رسالت ﷺ سے) چپکے سے کھسک جاتے ہیں، پس وہ لوگ ڈریں جو رسول (ﷺ) کے اَمرِ (ادب) کی خلاف ورزی کر رہے ہیں کہ (دنیا میں ہی) انہیں کوئی آفت آپہنچے گی یا (آخرت میں) ان پر دردناک عذاب آن پڑے گاo‘‘

۱۳۔ آپ ﷺ کو تمام ایمان والوں کی جانوں سے زیادہ قریب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ۔(۲)

’’یہ نبیِّ (مکرم ﷺ) مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے زیادہ قریب اور حق دار ہیں اور آپ (ﷺ) کی اَزواجِ (مطہرات) ان کی مائیں ہیں۔‘‘

(۱) النور، ۲۴: ۶۳

(۲) الأحزاب، ۳۳: ۶

۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر، داعی اور سراجِ منیر بنا کر بھیجا۔ اِرشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○ وَّدَاعِیًا اِلَی اللهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ○[۱]

’’اے نبیِّ (مکرّم!) بے شک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوش خبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے ○ اور اُس کے اِذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منوّر کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے) ○‘‘

۱۵۔ آپ ﷺ کی اِن بے مثال شانوں کو ایک دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ○[۲]

’’بے شک ہم نے آپ کو (روزِ قیامت گواہی دینے کے لیے اَعمال و اَحوالِ اُمت کا) مشاہدہ فرمانے والا اور خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے ○ تاکہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرو، اور (ساتھ) اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو ○‘‘

۱۶۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان بہ طریقِ نعت یوں بیان فرمائی:

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○[۳]

(۱) الأحزاب، ۳۳: ۴۵، ۴۶

(۲) الفتح، ۴۸: ۸، ۹

(۳) یٰسین، ۳۶: ۱۔۳

’’یاسین (حقیقی معنی اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں)o حکمت سے معمور قرآن کی قَسم o بے شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیںo‘‘

۱۷۔ آپ ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللهَ ط يَدُ اللهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ج وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًاo(۱)

’’اے (حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے، پھر جس شخص نے بیعت کو توڑا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی جان پر ہوگا اور جس نے (اس) بات کو پورا کیا جس (کے پورا کرنے) پر اُس نے اللہ سے عہد کیا تھا تو وہ عن قریب اسے بہت بڑا اَجر عطا فرمائے گاo‘‘

۱۸۔ آپ ﷺ کی آواز سے اونچی آواز کرنے اور آپ ﷺ کو دوسروں کی مثل پکارنے پر اَعمال کے ضائع ہو جانے کی وعید سناتے ہوئے فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَo(۲)

’’اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبیِ مکرّم (ﷺ) کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے

(۱) الفتح، ۴۸: ۱۰

(۲) الحجرات، ۴۹: ۲

سارے اَعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اَعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہوo‘‘

۱۹۔ آپ ﷺ کی آواز سے پست آواز رکھنے کو تقویٰ کا معیار قرار دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ اُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ط لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌo(۱)

’’بے شک جو لوگ رسول (ﷺ) کی بارگاہ میں (اَدب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن کر خالص کر لیا ہے، ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اَجرِ عظیم ہےo‘‘

۲۰۔ آپ ﷺ کا واقعۂ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا:

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِيْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُo(۲)

’’وہ ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) پاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرّب) بندے کو مسجدِ حرام سے (اس) مسجدِ اَقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندۂ کامل) کو اپنی نشانیاں دکھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہےo‘‘

۲۱۔ سورۃ النجم میں آپ ﷺ کے واقعہ معراج کو تفصیلاً نہایت ہی حسین پیرایہ

(۱) الحجرات، ۴۹: ۳

(۲) بنی اسرائیل، ۱۷: ۱

میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالنَّجمِ اِذَا ھَوٰیo مَا ضَلَّ صَاحِبُکُم وَمَا غَوٰیo وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰیo اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰیo عَلَّمَہٗ شَدِیدُ القُوٰیo ذُومِرَّۃٍ ط فَاستَوٰیo وَھُوَ بِالاُفُقِ الاَعلٰیo ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰیo فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰیo فَاَوحٰٓی اِلٰی عَبدِہٖ مَآ اَوحٰیo مَا کَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَاٰیo اَفَتُمٰرُونَہٗ عَلٰی مَا یَرٰیo وَلَقَد رَاٰہُ نَزلَۃً اُخرٰیo عِندَ سِدرَۃِ المُنتَھٰیo عِندَھَا جَنَّۃُ المَاوٰیo اِذ یَغشَی السِّدرَۃَ مَا یَغشٰیo مَازَاغَ البَصَرُ وَمَا طَغٰیo لَقَد رَاٰی مِن اٰیٰتِ رَبِّہِ الکُبرٰیo (۱)

’’قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چشمِ زدن میں شبِ معراج اوپر جا کر) نیچے اُترےo تمہیں (اپنی) صحبت سے نوازنے والے (یعنی تمہیں اپنے فیضِ صحبت سے صحابی بنانے والے رسول ﷺ) نہ (کبھی) راہ بھولے اور نہ (کبھی) راہ سے بھٹکےo اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتےo اُن کا اِرشاد سَراسَر وحی ہوتی ہے جو اُنہیں کی جاتی ہےo ان کو بڑی قوتوں والے (رب) نے (براہِ راست) علمِ (کامل) سے نوازاo جو حسنِ مُطلَق ہے، پھر اُس (جلوۂ حُسن) نے (اپنے) ظہور کا ارادہ فرمایاo اور وہ (محمد ﷺ شبِ معراج عالمِ مکاں کے) سب سے اونچے کنارے پر تھے (یعنی عالَمِ خلق کی انتہاء پر تھے)o پھر وہ (ربّ العزّت اپنے حبیب محمد ﷺ سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیاo پھر (جلوۂ حق اور حبیبِ مکرّم ﷺ میں صِرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہوگیا)o پس (اُس خاص مقامِ قُرب و وصال پر) اُس (اللہ) نے اپنے عبدِ (محبوب) کی طرف وحی فرمائی جو (بھی) وحی فرمائیo (اُن کے) دل نے اُس

(۱) النجم، ۵۳: ۱-۱۸

کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا○ کیا تم ان سے اِس پر جھگڑتے ہو کہ جو انہوں نے دیکھا○ اور بے شک انہوں نے تو اُس (جلوۂ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا (اور تم ایک بار دیکھنے پر ہی جھگڑ رہے ہو)○ سِدرۃ المنتہیٰ کے قریب○ اسی کے پاس جنت المأویٰ ہے○ جب نورِ حق کی تجلیّات سِدرَۃ (المنتہیٰ) کو (بھی) ڈھانپ رہی تھیں جو کہ (اس پر) سایہ فگن تھیں○ اور اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی)○ بے شک انہوں نے (معراج کی شب) اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں○‘‘

۲۲۔ آپ ﷺ کے خلقِ عظیم کو یوں بیان فرمایا:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○[۱]

’’اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزیّن اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متصف ہیں)○‘‘

۲۳۔ آپ ﷺ کے شہر کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَاَنْتَ حِلٌّ م بِهٰذَا الْبَلَدِ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ○[۲]

’’میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں○ (اے حبیبِ مکرم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں○ (اے حبیبِ مکرم! آپ کے) والد (آدم یا اِبراہیم علیہما السلام) کی قسم اور (اُن کی) قسم جن کی ولادت ہوئی○‘‘

۲۴۔ آپ ﷺ کے چہرۂ انور اور گیسوئے عنبریں کی قسموں اور چند دیگر خصائل کا تذکرہ یوں فرمایا:

---

(۱) القلم، ۶۸: ۴

(۲) البلد، ۹۰: ۱۔۳

وَالضُّحٰیo وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰیo مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰیo وَلَـلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی o وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰیo اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰیo وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰیo وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغْنٰیo فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْo وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْo وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْo(۱)

”(اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے چاشت (کی طرح آپ کے چہرۂ انور) کی (جس کی تابانی نے تاریک روحوں کو روشن کر دیا)o اور (اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے سیاہ رات کی (طرح آپ کی زلفِ عنبریں کی) جب وہ (آپ کے رخِ زیبا یا شانوں پر) چھا جائےo آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہےo اور بے شک (ہر) بعد کی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے بہتر (یعنی باعثِ عظمت و رفعت) ہےo اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گےo (اے حبیب!) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے (آپ کو معزز و مکرم) ٹھکانا دیاo اور اس نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ و گم پایا تو اس نے مقصود تک پہنچا دیاo اور اس نے آپ کو (وصالِ حق کا) حاجت مند پایا تو اس نے (اپنی دید کی لذت سے نواز کر ہمیشہ کے لیے ہر طلب سے) بے نیاز کر دیاo سو آپ بھی کسی یتیم پر سختی نہ فرمائیںo اور (اپنے دَر کے) کسی منگتے کو نہ جھڑکیںo اور اپنے رب کی نعمتوں کا (خوب) تذکرہ کریںo“

۲۵۔ آپ ﷺ کو خیرِ کثیر عطا کیے جانے کا ذکر یوں فرمایا:

(۱) الضحی، ۹۳: ۱۔۱۱

اِنَّـآ اَعۡطَيۡنٰـکَ الۡکَوۡثَرَo فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡo اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُo(۱)

”بے شک ہم نے آپ کو (ہر خیر وفضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہےo پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیۂ تشکر ہے)o بے شک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام ونشاں ہوگاo“

قرآن حکیم کی مذکورہ بالا آیات سے حضور نبی اکرم ﷺ کے شرف وفضیلت اور رِفعت وعظمت کا پہلو اُجاگر ہو رہا ہے جب کہ نعت کا موضوع بھی یہی قرار پاتا ہے۔ اگر کوئی اِعتراض کرے کہ حضور ﷺ کی نعت پڑھنا اور سننا (معاذ اللہ) ناجائز ہے تو یہ مندرجہ بالا آیات میں بیان کیے گئے مضمون کے اِنکار کے مترادف ہوگا۔

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی نعت سنی

حضور نبی اکرم ﷺ خود محفلِ نعت منعقد فرماتے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرماتے کہ وہ آپ ﷺ کی مدح میں لکھے ہوئے قصائد پڑھ کر سنائیں۔ ان کے علاوہ بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حضور ﷺ کی مدح سرائی کا شرف حاصل ہوا۔ اِس ضمن میں وارِد چند روایات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

۱۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ يضع لحسان منبراً فى المسجد يقوم عليه قائماً يفاخر عن رسول الله ﷺ أو قالت: ينافح عن رسول الله ﷺ۔

(۱) الکوثر، ۱۰۸: ۱۔۳

’’حضور نبی اکرم ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد نبوی میں منبر رکھواتے، وہ اس پر کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ کے متعلق (کفار و مشرکین کے مقابلہ میں) فخریہ شعر پڑھتے یا فرمایا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا دفاع کرتے۔‘‘

حدیث شریف میں وارِد لفظ ’’کَانَ‘‘ اس امر کی خبر دیتا ہے کہ یہ واقعہ بار بار ہوا اور یہ آپ ﷺ کا معمول تھا۔ آپ ﷺ ہمیشہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں منبر پر بلاتے اور وہ حضور ﷺ کی شان میں نعت پڑھتے اور کفار کی ہجو میں لکھا ہوا کلام سناتے۔ اس سے آپ ﷺ کی عظمت و شوکت اور علومرتبت کا پتہ چلتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بیان کرتی ہیں کہ حضرت حسان آپ ﷺ کی نعت پڑھتے تو آپ ﷺ خوش ہوکر فرماتے:

إن الله تعالى يؤيّد حسان بروح القدس ما يفاخر أو ينافح عن رسول الله۔ (۱)

’’بے شک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ اللہ کے رسول کے متعلق فخریہ اَشعار بیان کرتا ہے یا (اَشعار کی صورت میں) ان کا دفاع کرتا ہے۔‘‘

۲۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے کہ اُنہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا:

إن روح القدس لا يزال يؤيّدك ما نافحت عن الله ورسوله. ......

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب الأدب، باب فی إنشاد الشعر، ۵: ۱۳۸، رقم: ۲۸۴۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۷۲، رقم: ۲۴۴۸۱

۳۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۳: ۵۵۴، رقم: ۶۰۵۸

۴۔ ابو یعلی، المسند، ۸: ۱۸۹، رقم: ۴۷۴۶

هجاهم حسان فشفى واشتفى.

”بے شک روح القدس (جبرئیل امین) تمہاری مدد میں رہتے ہیں جب تک تم اللہ اور اُس کے رسول کا دفاع کرتے ہو۔ ...... حسان نے کافروں کی ہجو کی، (مسلمانوں کو) تشفی دی اور خود بھی تشفی پائی۔“

اور سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اَشعار پڑھے:

هجوت محمداً فأجبت عنه
وعند الله في ذاک الجزاء

هجوت محمداً برًّا تقيا
رسول الله شِيمَتُه الوفاء

فإن أبي ووالده وعرضي
لِعِرضِ محمد منكم وِقَاءُ(۱)

(تو نے محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو میں اس کا جواب دیتا ہوں اور اِس (جواب) پر اللہ کے پاس جزا ہے۔ تو نے اس محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے جو کہ نیک، پرہیزگار، اللہ کے رسول ہیں، وفا جن کی خصلت ہے۔ پس بے شک میرے والد، اور ان کے والد (یعنی میرے دادا) اور میری عزت و آبرو تمہارے مقابلے میں عزت و ناموسِ محمد ﷺ کے دفاع کا ذریعہ ہے۔)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، ۴: ۱۹۳۶، رقم: ۲۴۹۰
۲۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۱۰: ۲۳۸
۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۴: ۳۸، رقم: ۳۵۸۲
۴۔ حسان بن ثابت، ديوان: ۲۰، ۲۱

۳۔ واقعۂ اِفک میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ بھی منافقین کے پراپیگنڈے کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہو گئے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ سمجھ کر انہیں معاف کر دیا اور فرمایا: حسان تو وہ ہے کہ جس نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں یہ نعت پڑھی ہے:

فإن أبي ووالده وعرضي
لِعِرْضِ محمدٍ منكم وِقَاءُ[1]

''پس بے شک میرے والد، اوران کے والد (یعنی میرے دادا) اور میری عزت وآبرو (اے کفار!) تمہارے مقابلے میں عزت و ناموسِ محمد ﷺ کے دفاع کا ذریعہ ہیں۔''

۴۔ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

يا حسان! أجب عن رسول الله ﷺ، اللّهم أيّده بروح القدس۔

''اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے (کفار کو) جواب دو، اے اللہ! اِس کی روح الامین کے ذریعے مدد فرما۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں، میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب حدیث الإفك، ۴: ۱۵۱۸، رقم: ۳۹۱۰

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب التوبة، باب فی حدیث الإفك وقبول توبة القاذف، ۴: ۲۱۳۷، رقم: ۲۷۷۰

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۹۷

۴۔ نسائی، السنن الکبری، ۵: ۲۹۶، رقم: ۸۹۳۱

۵۔ أبو یعلی، المسند، ۸: ۳۴۱، رقم: ۴۹۳۳

۶۔ حسان بن ثابت، دیوان: ۲۱

ہوئے سنا ہے۔(۱)

۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اهجهم (أو قال:) هاجهم وجبريل معک۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأدب، باب هجاء المشرکين، ۵: ۲۲۷۹، رقم: ۵۸۰۰
۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الصلاة، باب الشعر فی المسجد، ۱: ۱۷۳، رقم: ۴۴۲
۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، ۴: ۱۹۳۳، رقم: ۲۴۸۵
۴۔ نسائی، السنن الکبری، ۶: ۵۱، رقم: ۱۰۰۰۰
۵۔ أبو يعلی، المسند، ۱۰: ۴۱۱، رقم: ۶۰۱۷
۶۔ بيهقی، السنن الکبری، ۱۰: ۲۳۷
۷۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۲۰۸، رقم: ۶۶۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأدب، باب هجاء المشرکين، ۵: ۲۲۷۹، رقم: ۵۸۰۱
۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، ۳: ۱۱۷۶، رقم: ۳۰۴۱
۳۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب مرجع النبی من الأحزاب ومخرجه إلی بنی قريظة، ۴: ۱۵۱۲، رقم: ۳۸۹۷
۴۔ مسلم، الصحيح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، ۴: ۱۹۳۳، رقم: ۲۴۸۶
۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۲
۶۔ طيالسی، المسند، ۱: ۹۹، رقم: ۷۳۰
۷۔ بيهقی، السنن الکبری، ۱۰: ۲۳۷
۸۔ طبرانی، المعجم الکبير، ۴: ۴۱، رقم: ۳۵۸۸

”(اے حسان! جو لوگ میرے گستاخ اور بے ادب ہیں تم نعت میں) اُن کی ہجو اور گستاخانہ کلمات کا جواب دو۔ (اِس کام میں) جبرائیل بھی تمہارے مددگار ہیں۔“

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت حسان ﷛ کتنی دیر اپنا حمدیہ اور نعتیہ کلام بارگاہِ رِسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر تاجدارِ کائنات ﷺ کو سناتے رہے اور آپ ﷺ کو راحت پہنچاتے رہے۔

(۲) حضرت اَسود بن سریع ﷛ سے نعت سننا

حضرت اسود بن سریع ﷛ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے بارگاہِ رِسالت مآب ﷺ میں عرض کیا:

یا رسول اللہ! إنی قد مدحت اللہ بمدحة و مدحتک بأخری.

”یا رسول اللہ! بے شک میں نے ایک قصیدہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی ہے اور دوسرے قصیدہ میں آپ کی نعت بیان کی ہے۔“

اِس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ھات وابدأ بمدحة اللہ ﷯۔ (۱)

”آؤ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے اِبتداء کرو۔“

حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمانِ اقدس سے یہ مفہوم اخذ ہو رہا ہے کہ آپ

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۴، رقم: ۱۶۳۰۰
۲۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۶: ۱۸۰
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۸۷، رقم: ۸۴۲
۴۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۴: ۸۹، رقم: ۴۳۶۵

ﷺ نے حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ کو حمد اور نعت میں سے بتقاضائے حفظ مراتب حمدِ الٰہی سے ابتداء کا حکم دیا اور اس کے بعد نعت کے اشعار بھی سنے ہوں گے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

ا۔ حضرت ہیثم بن ابی سنان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وعظ میں رسول اکرم ﷺ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ تمہارا بھائی عبد اللہ بن رواحہ بالکل لغویات نہیں کہتا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اَشعار بیان کیے:

وفينا رسول الله يتلو كتابه
إذا انشقّ معروف من الفجر ساطع

أرانا الهدى بعد العمى فقلوبنا
به موقنات أن ما قال واقع

يبيت يجافي جنبه عن فراشه
إذا استثقلت بالمشركين المضاجع(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، ۱: ۳۸۷، رقم: ۱۱۰۴

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب هجاء المشرکین، ۵: ۲۲۷۸، رقم: ۵۷۹۹

۳۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۲۱۲، رقم: ۲۷۵۴

۴۔ بخاری، التاریخ الصغیر: ۲۳، رقم: ۷۱

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۵۱

۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۲۳۹

۷۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۴۶۵

(اور ہمارے درمیان اللہ کے رسول ہیں جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، جب کہ فجر طلوع ہوتی ہے۔ انہوں نے ہمیں ہدایت کا راستہ دکھایا اس کے بعد کہ ہم جہالت کی تاریکی میں تھے، چنانچہ ہمارے دل یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے کہا وہ ہوکر رہے گا۔ آپ ﷺ اس حال میں رات گزارتے ہیں کہ بستر سے آپ ﷺ کا پہلو جدا ہوتا ہے، جب کہ مشرکین کے بستر ان کی وجہ سے بوجھل ہوتے ہیں یعنی ان کی نیندیں اڑ جاتی ہیں۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ عمرۂ قضاء کے موقع پر مکہ مکرمہ داخل ہوئے تو عبد اللہ بن رواحہ آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہے تھے:

خلُّوا بنی الکفار عن سبيله
اليوم نضربکم علی تنزيله
ضربًا يزيل الهام عن مقيله
ويذهل الخليل عن خليله

’’اے اولادِ کفار! آپ ﷺ کا راستہ چھوڑ دو، آج ہم تمہیں حکمِ قرآن کی مار ماریں گے۔ ایسی مار جو کھوپڑی کو اپنی جگہ سے دور کردے گی، اور دوست کو دوست سے جدا کردے گی۔‘‘

اِس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

يا ابن رواحة! بين يدی رسول الله ﷺ وفی حرم الله تقول الشّعر؟

’’اے ابن رواحہ! تم حضور ﷺ کے سامنے اور اللہ کے حرم میں شعر کہہ رہے

ہو؟‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سوال سنا تو اُن سے فرمایا:

خل عنه يا عمر! فلهی أسرع فيهم من نضح النبل۔(۱)

’’اے عمر! اِسے کہنے دو، یہ اَشعار ان کفار (کے دلوں) پر تیر برسانے سے بھی زیادہ تیز ہیں۔‘‘

(۴) حضرت عامر بن اَکوع رضی اللہ عنہ سے مجمع عام میں نعتیہ اَشعار سننا

حضرت سلمہ بن اَکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر کی طرف جا رہے تھے۔ قافلہ میں سے کسی شخص نے میرے بھائی عامر بن اَکوع سے کہا کہ آج آپ ہمیں اپنا کوئی کلام سنائیں۔ وہ اونٹ سے اُترے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

اللّهم! لو لا أنت ما اهتدينا
و لا تصدّقنا و لا صلّينا

فاغفر فداء لک ما اتّقينا
و ثبّت الأقدام إن لاقينا

’’اے ہمارے پروردگار! اگر تو (اپنا محبوب ہمارے درمیان بھیج کر) ہمارے

(۱) ۱۔ ترمذی نے ’’الجامع الصحيح (کتاب الأدب، باب ما جاء فی إنشاد الشعر، ۵: ۱۳۹، رقم: ۲۸۴۷)‘‘ میں اِس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔
۲۔ نسائی، السنن، کتاب مناسك الحج، باب إنشاد الشعر فی الحرم، ۵: ۲۰۲، رقم: ۲۸۷۳
۳۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۱۳: ۱۵۱

شاملِ حال نہ ہوتا تو ہم ہرگز ہدایت پاسکتے نہ ہم صدقہ و خیرات کرتے اور نہ نماز قائم کرسکتے۔ میں تجھ پر فدا! تو ہماری خطائیں معاف فرما جب تک ہم تقوی اِختیار کیے ہوئے ہیں اور جب دشمن سے ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔‘‘

یہ سن کر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من هذا السائق؟

’’یہ اونٹنی چلانے والا (اور میری نعت کہنے والا) کون ہے؟‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ عامر بن اَکوع ہیں۔ حضور ﷺ نے خوش ہوکر دعا دیتے ہوئے فرمایا:

يرحمه الله۔(۱)

’’اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت نازل فرمائے۔‘‘

یہ حضور ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ نعت سن کر اپنے ثناء خواں کے حق میں دعا کرتے اور انہیں اپنی توجہات اور فیوضات سے مالا مال کرتے۔

---

(۱) ۱۔بخاری ،الصحیح، کتاب المغازی ،باب غزوة خيبر، ۴: ۱۵۳۷، رقم: ۳۹۶۰

۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب ،باب ما يجوز من الشّعر، ۵: ۲۲۷۷، رقم: ۵۷۹۶

۳۔ مسلم ،الصحیح، کتاب الجهاد، باب غزوة خيبر، ۳: ۱۴۲۸، رقم: ۱۸۰۲

۴۔ابو عوانہ، المسند، ۴: ۳۱۴، رقم: ۶۸۳۰

۵۔بیہقی، السنن الکبری، ۱۰: ۲۲۷

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۳۲، رقم: ۶۲۹۴

۵۔ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے نعت سننا

حضرت خریم بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی غزوۂ تبوک سے واپسی پر حاضر ہو کر اسلام قبول کیا تو میں نے عباس بن عبد المطلب کو یہ کہتے ہوئے سنا: یا رسول اللہ! میں آپ کی مدح کرنا چاہتا ہوں۔ اُن کے اِظہارِ خواہش پر حضور ﷺ نے فرمایا:

قل، لا يفضض الله فاك.

''کہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کی مہر نہ توڑے (یعنی آپ کے دانت سلامت رہیں)۔''

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی شانِ اَقدس میں درج ذیل نعتیہ اَشعار کہے:

من قبلها طبت في الظلال وفي
مستودع حيث يخصف الورق

(جب حضرت آدم علیہ السلام (اور حضرت حوا علیہا السلام) اپنے اپنے جسموں کو (جنت میں) پتوں سے ڈھانپ رہے تھے۔ اُس وقت سے بھی بہت پہلے آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم جنت کے سایوں اور اپنی والدہ ماجدہ کے رحم میں بھی پاکیزہ تھے۔)

ثم هبطت البلاد لا بشر
أنت ولا مضغة ولا علق

(اُن کے جنت سے زمین پر اتارے جانے کے بعد) آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم بھی اُن کے ہمراہ زمین پر تشریف لے آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم نہ تو قبل ازیں بشری صورت میں تھے اور نہ ہی دانتوں سے چبائے ہوئے لوتھڑے

اورعلق کی حالت میں۔)

بل نطفة ترکب السفين وقد
ألجم نسرا وأهله الغرق

(بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی مبارک پشت میں ایک تولیدی قطرہ کی حالت میں کشتی میں سوار تھے جب (دریا کے) غرق نے نسر (بت) اور اس کی پرستش کرنے والوں کو لگام دی تھی (یعنی طوفان کے باعث منکرینِ نوح غرق ہوگئے تھے)۔)

تنقل من صالب إلى رحم
إذا مضى عالم بدا طبق

(آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم مقدس اَصلاب سے پاکیزہ اَرحام کی جانب منتقل ہوتے رہے۔ جب ایک دور گزرتا تو دوسرا شروع ہوجاتا۔)

حتی احتوی بیتک المهيمن من
خندف علياء تحتها النطق

(یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم کا مبارک شرف جو آپ کے فضل پر گواہ ہے قبیلہ خندف (قریش) کے نسب کے اَعلیٰ مقام پر فائز ہوا (جب کہ دوسرے تمام لوگ آپ کے اِس مقام سے نیچے ہیں)۔)

وأنت لما ولدت أشرقت الأ
رض وضاءت بنورک الأفق

(اور جب آپ (سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں) بزم آرائے جہاں ہوئے تو آپ کی تشریف آوری کے باعث زمین پُرنور ہوگئی اور فضائیں جگمگا اٹھیں۔)

فنحن في ذلك الضياء وفي
النور وسبل الرشاد نخترق(١)

(ہم آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم کی ضیاء پاشی اور نورانیت کے صدقے ہی تو راہِ ہدایت پر گام زن ہیں۔)

(٦) حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے نعت سننا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُنہیں چادر عطا فرمانا

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں: کعب بن زہیر بن ابو سلمٰی بھاگ کر مدینہ منورہ آئے تو قبیلہ جہینہ کے ایک شناسا شخص کے پاس رات ٹھہرے، نمازِ فجر کے وقت وہ انہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لے گئے تو انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ کسی نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس تو ان کے پاس جا کر اَمان طلب کر۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک کعب بن زہیر تائب اور مسلمان ہو کر آپ سے امان طلب کرنے آیا ہے، اگر میں اسے آپ کے حاضر خدمت کروں تو کیا آپ اس کی معافی قبول فرمائیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تو اس نے عرض کیا کہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ یہ سنتے ہی ایک انصاری شخص

(١) ١۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ٣: ٣٦٩، ٣٧٠، رقم: ٥٤١٧
٢۔ طبراني، المعجم الكبير، ٤: ٢١٣، رقم: ٤١٦٧
٣۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ١: ٥٤
٤۔ ابن أثير، أسد الغابة في معرفة الصحابة، ٢: ١٦٥، ١٦٦
٥۔ ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ٨: ٢١٨
٦۔ أحمد بن زيني دحلان، السيرة النبوية، ١: ٤٦
٧۔ نبہانی، الأنوار المحمدية من المواهب اللدنية: ٢٥

نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے حکم دیجیے کہ میں اس دشمنِ خدا کی گردن اتار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، بے شک وہ اپنی (گزشتہ) حالت سے تائب ہو کر اور چھٹکارا پا کر آیا ہے۔ پھر انہوں نے قصیدہ بانت سعاد پڑھا:

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول
متيم أثرها لم يفد مكبول

(معشوقہ کی جدائی میں میرا دل بیمار ہے، ذلیل و غلام بنا ہوا اس کے ساتھ ساتھ ہے جو فدیہ دے کر چھوٹ نہ سکا۔)

اس قصیدہ میں انہوں نے یہ شعر بھی پڑھا:

أنبئت أن رسول الله أوعدني
والعفو عند رسول الله مأمول

(مجھے خبر دی گئی کہ بے شک رسول اللہ نے میرے لیے وعید فرمائی ہے، حالاں کہ رسول اللہ سے عفو و درگزر کی امید کی جاتی ہے۔)

پھر انہوں نے یہ شعر بھی پڑھا:

إن الرسول لنور يستضاء به
وصارم من سيوف الله مسلول(۱)

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۳: ۶۷۰۔۶۷۳، رقم: ۶۴۷۷
۲۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۹: ۱۵۷۔۱۵۹، رقم: ۴۰۳
۳۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۱۰: ۲۴۳
۴۔ ابن إسحاق، السيرة النبوية: ۵۹۱۔۵۹۴
۵۔ ابن ہشام، السيرة النبوية: ۱۰۱۱۔۱۰۲۱
۶۔ ہيثمي، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۹: ۳۹۳
۷۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳: ۵۸۲۔۵۸۸

(بے شک یہ رسول نور ہیں جن سے روشنی اَخذ کی جاتی ہے، اور اللہ کی شمشیروں میں سے برہنہ شمشیر ہیں۔)

ابن قانع بغدادی (م ۳۵۱ھ) روایت کرتے ہیں کہ کعب نے یہ شعر پڑھا تو حضور ﷺ نے انہیں چادر عنایت فرمائی:

فکساه النبي ﷺ بردة له، فاشتراها معاوية من ولده بمال، فهي البردة التي تلبسها الخلفاء فی الأعياد۔(1)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں چادر مبارک عطا فرمائی جسے معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اولاد سے مال کے بدلہ خرید لیا، یہی وہ چادر تھی جسے خلفاء عیدوں کے موقع پر پہنتے تھے۔''

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نعت سن کر نعت خواں کو نذرانہ کے طور پر کچھ دینا حضور ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

(۷) حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ سے نعت سننا

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر دو سو (۲۰۰) اَشعار پر مشتمل طویل قصیدہ پڑھا۔ جب انہوں نے درج ذیل اَشعار پڑھے:

ولا خير فی حلم إذا لم يکن له
بوادر تحمي صفوه أن يکدرا

ولا خير فی جهل إذا لم يکن له
حليم إذا ما أورد الأمر أصدرا

(۱) ۱۔ ابن قانع، معجم الصحابة، ۲: ۴۲۶، رقم: ۱۶۵۷
۲۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی ﷺ: ۴۶۳، رقم: ۸۱۳

(اس حلم میں کوئی خیر نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ غصہ کی گرمی نہ ہو جو اس کے صاف ہونے کو گدلا ہونے سے بچائے، اور اس جہالت میں کوئی خیر نہیں جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی حلم والا نہ ہو جو کوئی معاملہ (بد) پیش آنے پر (اس سے) روکے۔)

تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اُسے دعا دیتے ہوئے فرمایا:

لا يفضض الله فاك.

''اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے (یعنی تمہارے دانت سلامت رہیں)۔''

راوی بیان کرتے ہیں:

و كان من أحسن الناس ثغراً، و كان إذا سقطت له سن نبتت۔[1]

''ان کے دانت سب لوگوں سے اچھے تھے اور جب اُن کا کوئی دانت گرتا تو اس کی جگہ دوسرا نکل آتا۔''

اس حدیث شریف میں حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے کنایہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی نعت بیان کی ہے۔ پہلے مصرعہ میں آپ ﷺ کے ''حلم اور جلالت'' کو ملانے کا مطلب ہے کہ حضور ﷺ سراپا حلم ہیں اور وہ ڈھال بن کر پیکرِ حلم و وقار ﷺ کے وفادار رہیں گے، جب کہ دوسرے مصرع میں ''جہالت کو حلم والے کے ساتھ'' ملا کر اپنی تواضع اور

(۱) ۱۔ حارث، المسند، ۲: ۸۴۴، رقم: ۸۹۴
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸: ۱۲۶
۳۔ ابن حیان، طبقات المحدثین بأصبہان، ۱: ۲۷۴، رقم: ۱۱
۴۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۴: ۱۵۱۶، رقم: ۲۶۴۸
۵۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی ﷺ: ۲۶۲، ۲۶۳، رقم: ۸۱۲
۶۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۵: ۲۷۶۔۲۷۸
۷۔ عسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، ۶: ۳۹۴، رقم: ۸۶۴۵

اِنکساری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے ساتھ ملایا ہے کہ آپ ﷺ ہی اسے ہر قسم کی آفات اور مصائب و آلام سے بچا سکتے ہیں۔ اس طرح انہوں نے کنایتاً آپ ﷺ کی مدح سرائی کی ہے جس سے خوش ہو کر آپ ﷺ نے اسے دعا دی۔

(۸) اَنصار کی بچیوں کی دف پر نعت خوانی

حضور نبی اکرم ﷺ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو اِنصارِ مدینہ کی بچیوں نے آپ ﷺ کی آمد کے موقع پر دف بجا کر ایک قصیدہ گایا جس کے درج ذیل اَشعار شہرتِ دوام پا گئے ہیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ
أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ[۱]

(۱) ۱۔ ابن ابی حاتم رازی، الثقات، ۱: ۱۳۱
۲۔ ابن عبد البر، التمهيد لما فی الموطأ من المعانی والأسانيد، ۱۴: ۸۲
۳۔ أبو عبيد أندلسی، معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، ۴: ۱۳۷۳
۴۔ محب طبری، الرياض النضرة فی مناقب العشرة، ۱: ۴۸۰
۵۔ بيہقی، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، ۲: ۵۰۷
۶۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۲: ۵۸۳
۷۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۳: ۶۲۰
۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۷: ۲۶۱
۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۸: ۱۲۹
۱۰۔ قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۶۳۴
۱۱۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۴: ۱۰۰، ۱۰۱
۱۲۔ أحمد بن زينی دحلان، السيرة النبوية، ۱: ۳۲۳

(ہم پر وداع کی چوٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا، جب تک لوگ اللہ کو پکارتے رہیں گے ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔ اے ہم میں مبعوث ہونے والے نبی! آپ ایسے اَمر کے ساتھ تشریف لائے ہیں جس کی اِطاعت کی جائے گی۔)

(۹) امام بوصیریؒ کو نعتیہ قصیدہ لکھنے پر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ سے چادر اور شفایابی کا تحفہ عطا ہوا

صاحبِ ''قصیدہ بردہ'' امام شرف الدین بوصیری (۶۰۸۔۶۹۶ھ) کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ اپنے زمانے کے متبحر عالمِ دین، شاعر اور شہرۂ آفاق ادیب تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا جن کی بناء پر اُمراء و سلاطینِ وقت آپ کی بہت قدر کرتے تھے۔ ایک روز جا رہے تھے کہ سرِراہ ایک نیک بندۂ خدا سے آپ کی ملاقات ہوگئی، انہوں نے آپ سے پوچھا: بوصیری! کیا تمہیں کبھی خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے؟ آپ نے اس کا جواب نفی میں دیا لیکن اس بات نے ان کی کایا پلٹ دی اور دل میں حضور نبی اکرم ﷺ سے عشق و محبت کا جذبہ اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ ہر وقت آپ ﷺ کے خیال میں مستغرق رہنے لگے۔ اِسی دوران میں آپ نے چند نعتیہ اَشعار بھی کہے۔

پھر اچانک ان پر فالج کا حملہ ہوا جس سے ان کا آدھا جسم بیکار ہوگیا، وہ عرصہ دراز تک اس عارضہ میں مبتلا رہے اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ اس مصیبت و پریشانی کے عالم میں امام بوصیریؒ کے دل میں خیال گزرا کہ اس سے پہلے تو دنیاوی حاکموں اور بادشاہوں کی قصیدہ گوئی کرتا رہا ہوں کیوں نہ آقائے دوجہاں ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر اپنی اس مرضِ لادوا کے لیے شفاء طلب کروں؟ چنانچہ اس بیماری کی حالت میں قصیدہ لکھا۔ رات کو سوئے تو مقدر بیدار ہوگیا اور خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی

زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ عالم خواب میں پورا قصیدہ آقائے کائنات ﷺ کو پڑھ کر سنایا۔ امام بوصیری کے اس کلام سے آپ ﷺ اس درجہ خوش ہوئے کہ اپنی چادر مبارک ان پر ڈالی اور اپنا دستِ شفاء پھیرا جس سے دیرینہ بیماری کے اثرات جاتے رہے اور وہ فوراً تندرست ہوگئے۔ اگلی صبح جب آپ اپنے گھر سے نکلے تو سب سے پہلے جس شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی وہ اس زمانے کے مشہور بزرگ حضرت شیخ ابوالرجاء تھے۔ انہوں نے امام بوصیریؒ کو روکا اور درخواست کی کہ وہ قصیدہ جو انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح میں لکھا ہے اُنہیں بھی سنائیں۔ امام بوصیریؒ نے پوچھا کہ کون سا قصیدہ؟ انہوں نے کہا: وہی قصیدہ جس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے:

أمن تذكر جيران بذى سلم

مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

(کیا تو نے ذی سلم کے پڑوسیوں کو یاد کرنے کی وجہ سے گوشۂ چشم سے بہنے والے آنسو کو خون سے ملا دیا ہے؟)

آپ کو تعجب ہوا اور پوچھا کہ اس کا تذکرہ تو میں نے ابھی تک کسی سے نہیں کیا، پھر آپ کو کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم جب آپ یہ قصیدہ آقائے دوجہاں ﷺ کو سنا رہے تھے اور آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرما رہے تھے تو میں بھی اسی مجلس میں ہمہ تن گوش اسے سن رہا تھا۔ اس کے بعد یہ واقعہ مشہور ہوگیا اور اس قصیدہ کو وہ شہرتِ دوام ملی کہ آج تک اس کا تذکرہ زبان زدِ خاص و عام ہے اور اس سے حصولِ برکات کا سلسلہ جاری ہے۔

قصیدہ بردہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے امام بوصیریؒ سے خوش ہوکر اپنی چادر مبارک ان کے بیمار جسم پر ڈالی اور اپنا دست شفاء پھیرا جس کی برکت سے وہ فوراً شفاء یاب ہوگئے۔ لہٰذا اس چادرِ مصطفیٰ ﷺ کی نسبت سے اس قصیدہ کا نام

''قصیدہ بردہ'' مشہور ہوا۔[1]

حضور ﷺ کے ثناء خواں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست

بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور نبی اکرم ﷺ کی نعت گوئی اور نعت خوانی کا شرف حاصل ہوا۔ اِمام التابعین محمد ابن سیرین (م ۱۱۰ھ) عہدِ نبوی کے نعت گو شعراء میں سے چند کا ذکر یوں کرتے ہیں:

كان شعراء النبی ﷺ: حسان بن ثابت، وكعب بن مالک، وعبد الله بن رواحة، فكان كعب بن مالک يخوّفهم الحرب، وكان حسان يقبل علی الأنساب، وكان عبد الله بن رواحة يعيّرهم بالكفر۔[2]

''حضرت حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کا شمار حضور نبی اکرم ﷺ کے شعراء میں ہوتا تھا۔ پس حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ دشمنانِ رسول کو جنگ سے ڈراتے، اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ اُن کے نسب پر طعن زنی کرتے، اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انہیں کفر کا (طعنہ دے کر) شرم دلاتے تھے۔''

علامہ ابن جوزی (۵۱۰۔۵۹۷ھ) نے بھی شاعر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چند کا ذِکر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

وقد أنشده جماعة، منهم العباس وعبد الله بن رواحة، وحسّان، وضمار، وأسد بن زنيم، وعائشة، فی خَلْق كثير قد ذكرتهم فی

(۱) خرپوتی، عصیدة الشهدة شرح قصیدة البردة: ۳۔۵

(۲) ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۴: ۴۶۱

کتاب الأشعار۔[1]

’’بہت سے لوگوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو (نعتیہ) اَشعار سنائے، جن میں حضرت عباس، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت حسان، حضرت ضمار، حضرت اَسد بن زنیم، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور بہت سے دیگر صحابہ شامل ہیں جو شاعری کے دیوان میں مذکور ہیں۔‘‘

ذیل میں ثناء خوانِ مصطفیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ (م ۳۲ھ)[2]

۲۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ (م ۳ھ)[3]

۳۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب (م ۱۰ نبوی)[4]

---

(۱) ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی ﷺ: ۴۶۳

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرك علی الصحیحین، ۳: ۳۶۹، ۳۷۰، رقم: ۵۴۱۷

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۲۱۳، رقم: ۴۱۶۷

۳۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی ﷺ: ۴۶۳

۴۔ ابن جوزی، صفوة الصفوة، ۱: ۵۴

۵۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۲: ۱۶۵، ۱۶۶

۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸: ۲۱۸

۷۔ أحمد بن زینی دحلان، السیرة النبویة، ۱: ۴۶

۸۔ نبہانی، الأنوار المحمدیة من المواهب اللدنیة: ۲۵

(۳) ۱۔ ابن اسحاق، السیرة النبویة: ۲۱۲، ۲۱۳

۲۔ ابن ہشام، السیرة النبویة: ۵۰۳، ۵۰۴

(۴) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء إذا قحطوا، ۱: ۳۴۲، رقم: ۹۶۳

۴۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (م ۱۳ھ)[۱]

۵۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (م ۲۳ھ)[۲]

٦۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (م ۳۵ھ)[۳]

۷۔ حضرت علی کرم اللہ وجھہ (م ۴۰ھ)[۴]

۸۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (م ۵۸ھ)[۵]

۹۔ سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا (م ۱۱ھ)[٦]

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، باب ما جاء فی الدعاء فی الاستسقاء، ۱: ۴۰۵، رقم: ۱۲۷۲

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۹۳

۴۔ بیهقی، السنن الکبری، ۳: ۳۵۲

۵۔ ابن ہشام، السیرة النبویة: ۲۴٦۔۲۵۳

٦۔ بیهقی، دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشریعة، ٦: ۱۴۲، ۱۴۳

۷۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۴: ۴۷۱، ۴۷۲

(۱) أبو زید قرشی، جمهرة أشعار العرب: ۱۰

(۲) أبو زید قرشی، جمهرة أشعار العرب: ۱۰

(۳) أبو زید قرشی، جمهرة أشعار العرب: ۱۰

(۴) أبو زید قرشی، جمهرة أشعار العرب: ۱۰

(۵) ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۴٦۳

(٦) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووفاته، ۴: ۱٦۱۹، رقم: ۴۱۹۳

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۲: ۱۰۳، رقم: ۱٦۳۰

۳۔ نسائی، السنن، کتاب الجنائز، باب فی البکاء علی المیت، ۴: ۱۲، رقم: ۱۸۴۴

۴۔ أحمد بن حنبل، ۳: ۱۹۷، رقم: ۱۳۰۵۴

۱۰۔ سیدہ صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہما (م ۲۰ھ)(۱)

۱۱۔ شیما بنت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا(۲)

۱۲۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث (ابن عم النبی ﷺ)(۳)

۱۳۔ حضرت عبد اللہ بن رَوَاحہ رضی اللہ عنہ (م ۸ھ)(۴)

......۵۔ دارمی، السنن: ۵۶، رقم: ۸۸

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۹۱، ۵۹۲، رقم: ۶۶۲۲

۷۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۵۳۷، رقم: ۱۴۰۸

۸۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۳: ۶۱، رقم: ۴۳۹۶

۹۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۲۲: ۴۱۶، رقم: ۱۰۲۹

۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۲: ۳۱۱

۱۱۔ ذہبی، تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام (السيرة النبوية)، ۱: ۵۶۲

۱۲۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۴: ۲۵۴

(۱) حافظ شمس الدين بن ناصر دمشقی، مورد الصادی فی مولد الهادی

(۲) عسقلانی، الإصابة فی تمييز الصحابة، ۷: ۱۶۵، ۱۶۶، رقم: ۱۱۳۷۸

(۳) ۱۔ ابن عبد البر، الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، ۴: ۱۶۷۳ - ۱۶۷۷، رقم: ۳۰۰۲

۲۔ ابن أثير، أسد الغابة فی معرفة الأصحاب، ۶: ۱۴۲، ۱۴۳

(۴) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجمعة، باب فضل من تعار من الليل فصلی، ۱: ۳۸۷، رقم: ۱۱۰۴

۲۔ بخاری، الصحيح، كتاب الأدب، باب هجاء المشركين، ۵: ۲۲۷۸، رقم: ۵۷۹۹

۳۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب الأدب، باب ما جاء فی إنشاد الشعر، ۵: ۱۳۹، رقم: ۲۸۴۷

۴۔ نسائی، السنن، كتاب مناسك الحج، باب إنشاد الشعر فی الحرم، ۵: ۲۰۲، رقم: ۲۸۷۳

۱۴۔ حضرت کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ (م ۵۱ھ)[۱]

۱۵۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (م ۴۰ھ)[۲]

.......۵۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸: ۲۱۲، رقم: ۲۷۵۴
۶۔ بخاری، التاریخ الصغیر: ۲۳، رقم: ۷۱
۷۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۵۱
۸۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۲۳۹
۹۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی ﷺ: ۴۶۳
۱۰۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۴۶۵
۱۱۔ قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۱۳: ۱۵۱

(۱) ابن أبی عاصم، الآحاد والمثانی: ۲۶۳، رقم: ۱۱۷۱

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب الشعر فی المسجد، ۱: ۱۷۳، رقم: ۴۴۲
۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ۳: ۱۱۷۶، رقم: ۳۰۴۱
۳۔ بخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب من أحب أن لا یسب نسبه، ۳: ۱۲۹۹، رقم: ۳۳۳۸
۴۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب مرجع النبی من الأحزاب ومخرجه إلی بنی قریظة، ۴: ۱۵۱۲، رقم: ۳۸۹۷
۵۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب حدیث الإفک، ۴: ۱۵۱۸، رقم: ۳۹۱۰
۶۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب هجاء المشرکین، ۵: ۲۲۷۹، رقم: ۵۸۰۰، ۵۸۰۱
۷۔ مسلم، الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، ۴: ۱۹۳۳، رقم: ۲۴۸۵، ۲۴۸۶
۸۔ مسلم، الصحیح، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت، ۴: ۱۹۳۶، رقم: ۲۴۹۰
—

۱۶۔ حضرت زہیر بن صُرد الجُشمی رضی اللہ عنہ (۱)

۱۷۔ حضرت عباس بن مرداس السلمی رضی اللہ عنہ (۲)

۱۸۔ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ (صاحبِ قصیدہ بانت سعاد) (۳)

۱۹۔ حضرت عبد اللہ بن الزبَعریٰ رضی اللہ عنہ (۴)

......۹۔ مسلم، الصحيح، كتاب التوبة، باب فی حديث الإفك وقبول توبة القاذف، ۴:۲۱۳۷، رقم: ۲۷۷۰

۱۰۔ ترمذی، الجامع الصحيح، كتاب الأدب، باب فی إنشاد الشعر، ۵: ۱۳۸، رقم: ۲۸۴۶

(۱) ۱۔ ابن عبد البر، الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، ۲: ۹۷، ۹۸، رقم: ۷۲۳

۲۔ ابن أثير، أسد الغابة فی معرفة الأصحاب، ۲: ۳۲۵، رقم: ۱۷۶۹

(۲) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية: ۹۴۹، ۹۷۷

۲۔ ابن عبد البر، الاستيعاب فی معرفة الأصحاب، ۲: ۳۶۲۔۳۶۴، رقم: ۱۳۸۷

۳۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳: ۵۴۷۔۵۵۳

(۳) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۳: ۶۷۰۔۶۷۳، رقم: ۶۴۷۷

۲۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱۹: ۱۵۷۔۱۵۹، رقم: ۴۰۳

۳۔ بيہقی، السنن الكبرى، ۱۰: ۲۴۳

۴۔ ابن إسحاق، السيرة النبوية: ۵۹۱۔۵۹۴

۵۔ ابن ہشام، السيرة النبوية: ۱۰۱۱۔۱۰۲۰

۶۔ ہيثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۹: ۳۹۳

۷۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفى ﷺ: ۴۶۳، رقم: ۸۱۳

۸۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳: ۵۸۲۔۵۸۸

(۴) ۱۔ ابن إسحاق، السيرة النبوية: ۵۳۶

۲۔ ابن ہشام، السيرة النبوية: ۹۴۲، ۹۴۳

۳۔ ابن أثير، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۳: ۲۳۹، ۲۴۰، رقم: ۲۹۴۶

۲۰۔ حضرت ابوعزہ الجُمَحی رضی اللہ عنہ [۱]

۲۱۔ حضرت قتیلہ بنت الحارث القرشیہ رضی اللہ عنہا [۲]

۲۲۔ حضرت مَالک بن نمط الہمدانی رضی اللہ عنہ [۳]

۲۳۔ حضرت اَنس بن زنیم رضی اللہ عنہ (اناس بن زنیم) [۴]

۲۴۔ حضرت اَسید بن سلمہ السلمی رضی اللہ عنہ [۵]

۲۵۔ رئیسِ ہوازن حضرت مالک بن عوف النصری رضی اللہ عنہ [۶]

۲۶۔ حضرت قَیس بن بحر الاشجعی رضی اللہ عنہ [۷]

۲۷۔ حضرت عمرو بن سُبَیع الرہاوی رضی اللہ عنہ [۸]

۲۸۔ حضرت نابغہ الجعدی رضی اللہ عنہ (م ۷۰ھ) [۹]

---

(۱) ابن ہشام، السیرة النبویة: ۵۵۵

(۲) ابن ہشام، السیرة النبویة: ۶۳۵، ۶۳۶

(۳) ۱۔ ابن ہشام، السیرة النبویة: ۱۰۸۹

۲۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۵: ۴۶، ۴۷، رقم: ۴۶۵۱

(۴) ۱۔ ابن اسحاق، السیرة النبویة: ۵۳۹، ۵۴۰

۲۔ ابن ہشام، السیرة النبویة: ۹۴۷

۳۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۴۶۳

(۵) ۱۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۱: ۲۵۳، ۲۵۴، رقم: ۱۹۱

۲۔ عسقلانی، الاصابة فی تمییز الصحابة، ۱: ۸۵، ۸۶، رقم: ۲۱۱

(۶) ابن ہشام، السیرة النبویة: ۱۰۰۲، ۱۰۰۳

(۷) ۱۔ ابن ہشام، السیرة النبویة: ۷۶۰، ۷۶۱

۲۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۴: ۳۹۴، رقم: ۴۳۲۷

(۸) ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۴: ۲۱۴، ۲۱۵، رقم: ۳۹۳۲

(۹) ۱۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۴: ۱۵۱۶، رقم: ۲۶۴۸

۲۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۴۶۲، ۴۶۳، رقم: ۸۱۲

۳۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۵: ۲۷۶۔۲۷۸، رقم: ۵۱۶۲

۲۹۔ حضرت مازن بن الغضوبہ الطائی رضی اللہ عنہ (۱)

۳۰۔ حضرت الأعشی المازِنی رضی اللہ عنہ (۲)

۳۱۔ حضرت فَضالہ اللَّیثی رضی اللہ عنہ (۳)

۳۲۔ حضرت عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ (۴)

۳۳۔ حضرت اَسید بن ابی اُناس الکنانی (۵)

۳۴۔ حضرت عمرو بن مُرّہ الجہنی رضی اللہ عنہ (۶)

۳۵۔ حضرت قیس بن بحر الاشجعی رضی اللہ عنہ (۷)

---

(۱) ۱۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۳: ۱۳۴۴، رقم: ۲۲۴۵
۲۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۵: ۴، رقم: ۴۵۵۳
۳۔ عسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، ۵: ۲۱، ۲۲، رقم: ۷۵۸۴

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۷: ۵۳
۲۔ ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ۱: ۲۲۹، رقم: ۱۵۹
۳۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۱: ۲۵۶، ۲۵۷، رقم: ۱۹۶

(۳) ۱۔ فاکہی، أخبار مکة فی قدیم الدهر وحدیثه، ۲: ۲۲۲، ۲۲۳
۲۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۴: ۳۴۷، رقم: ۴۲۳۳
۳۔ عسقلانی، الاصابة فی تمییز الصحابة، ۴: ۳۴۶، رقم: ۶۹۹۹

(۴) ۱۔ بیہقی، السنن الکبری، ۹: ۲۳۳
۲۔ ابن ہشام، السیرة النبویة: ۹۲۳
۳۔ ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۴: ۲۱۲، ۲۱۳، رقم: ۳۹۲۹

(۵) ابن أثیر، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ۱: ۲۳۶، رقم: ۱۶۱

(۶) ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۲: ۲۸۸، ۲۸۹، ۳۲۷

(۷) ابن ہشام، السیرة النبویة: ۷۶۱

۳۶۔ حضرت عبد اللہ بن حارث بن قیس رضی اللہ عنہ (۱)

۳۷۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (۲)

۳۸۔ حضرت ابو احمد بن جحش رضی اللہ عنہ (۳)

۳۹۔ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ (۴)

۴۰۔ حضرت اَسود بن سریع رضی اللہ عنہ (۵)

۴۱۔ حضرت عامر بن اَکوع رضی اللہ عنہ (۶)

---

(۱) ۱۔ ابن اسحاق، السيرة النبوية: ۲۵۴
۲۔ ابن ہشام، السيرة النبوية: ۲۹۳

(۲) حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ۱: ۱۰۴

(۳) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية: ۴۰۷، ۴۰۸
۲۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۲: ۵۲۲

(۴) ۱۔ سہيلی، الروض الأنف فی تفسير السيرة النبوية لابن ہشام، ۲: ۳۲۲
۲۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۲: ۵۷۰

(۵) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۴، رقم: ۱۶۳۰۰
۲۔ ابن أبی شيبة، المصنف، ۶: ۱۸۰
۳۔ طبرانی، المعجم الکبير، ۱: ۲۸۷، رقم: ۸۴۲
۴۔ بيہقی، شعب الإيمان، ۴: ۸۹، رقم: ۴۳۶۵

(۶) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب غزوة خيبر، ۴: ۱۵۳۷، رقم: ۳۹۶۰
۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأدب، باب ما يجوز من الشّعر، ۵: ۲۲۷۷، رقم: ۵۷۹۶
۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب الجهاد، باب غزوة خيبر، ۳: ۱۴۲۸، رقم: ۱۸۰۲
۴۔ أبو عوانہ، المسند، ۴: ۳۱۴، رقم: ۶۸۳۰
۵۔ بيہقی، السنن الکبری، ۱۰: ۲۲۷
۶۔ طبرانی، المعجم الکبير، ۷: ۳۲، رقم: ۶۲۹۴

۴۲۔ حضرت اُم معبد عاتکہ بن خالد الخزاعی رضی اللہ عنہا[(۱)]

۴۳۔ دختران مدینہ[(۲)]

۴۴۔ حبشی وفد[(۳)]

۴۵۔ حضرت عمرو جنّی (جنّ صحابی)[(۴)]

---

(۱) ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱: ۲۳۰، ۲۳۱

(۲) ۱۔ ابن ابی حاتم رازی، الثقات، ۱: ۱۳۱
۲۔ ابن عبد البر، التمهيد لما فی الموطأ من المعانی والأسانيد، ۱۴: ۸۲
۳۔ أبو عبيد أندلسی، معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، ۴: ۱۳۷۳
۴۔ محب طبری، الرياض النضرة فی مناقب العشرة، ۱: ۴۸۰
۵۔ بيهقی، دلائل النبوة ومعرفة أحوال صاحب الشريعة، ۲: ۵۰۷
۶۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۲: ۵۸۳
۷۔ ابن کثير، البداية والنهاية، ۳: ۶۲۰
۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۷: ۲۶۱
۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۸: ۱۲۹
۱۰۔ قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۱: ۶۳۴
۱۱۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۴: ۱۰۰، ۱۰۱
۱۲۔ أحمد بن زينی دحلان، السيرة النبوية، ۱: ۳۲۳

(۳) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۵۲
۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۳: ۱۷۹، رقم: ۵۸۷۰
۳۔ مقدسی، الأحاديث المختارة، ۵: ۶۰، رقم: ۱۶۸۱
۴۔ هيثمی، موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان: ۴۹۳، رقم: ۲۰۱۲

(۴) ۱۔ ابن هشام، السيرة النبوية: ۴۱۹
۲۔ سهيلی، الروض الأنف فی تفسير السيرة النبوية لابن هشام، ۲: ۳۲۴

یہ تمام ہستیاں حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح سرائی نہ صرف شعر گوئی کی صورت میں کرتی تھیں بلکہ مجلس کی صورت میں نعت خوانی بھی کرتی تھیں۔ آج دنیا میں جہاں بھی محافلِ نعت منعقد ہوتی ہیں وہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر نعت خواں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کلام بھی بہ طور تبرک پڑھا جاتا ہے۔

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ ممدوحِ خالقِ کائنات رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح خوانی کرنا، آپ ﷺ کی نعت پڑھنا، سننا اور محافلِ نعت منعقد کرنا قرآن وسنت کے عین مطابق جائز اور مطلوب اَمر ہے۔ شعراء صحابہ کی کثیر تعداد سے واضح ہے کہ نعت گوئی اور نعت خوانی ان کے معمولات میں شامل تھی۔ اسی طرح ہم جب محفلِ میلاد منعقد کرتے ہیں تو اِنہی جلیل القدر صحابہ و اَکابرینِ اُمت کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ یہ عمل قرونِ اُولیٰ سے لے کر آج تک جاری ہے جو ایک سچے اور کامل مومن کی نشانی ہے۔